

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_232699**

UNIVERSAL  
LIBRARY







استدکان لکم فی رسول اللہ ﷺ

[illegible]

نظر آغا عام و محض ای تقسیم برادران اہل اسلام بلا اخذ قیمت باہتمام شیخ غیب اللہ پیر سعیدی و

در مطبع مشرق طوکانیو طبع گردید

## بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی علما الاحکام کما ہی و رفع عنا جملها بلطفه الالهی و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ  
 الذی لنا فیہ اسوۃ حسنۃ و علی آلہ و صحابہ الذین سیرتہم سنۃ مندوبہ اما بعد سید امداد اقرنی  
 حنفی اکبر ابادی کہتا ہے کہ پہلے اس سے وہ سالہ ایک نور الہدیٰ اور دوسرا امداد السنۃ  
 بجواب تنقیح التمر او کچ تحریر ہو کر مطبوع ہوئی تھی اب مولوی عبد الرحمن صاحب ریاض  
 شہر اکبر آباد نے ایسا رسالہ مسد بہ توضیح السنۃ الہدیٰ اپنے زعم میں بجواب رسالہ مذکور قلمبند  
 فرما کے مطبوع کرایا بہر خیر اس جہت سے کہ وہ درستی کلام او گفتگوی عامیانہ سے بالامال ہے  
 اور باہل علم و نمین لمخوط نمین اور غالباً مضامین اس کے نامی مطالب نور الہدیٰ اور امداد السنۃ سے  
 ناشی ہیں اور تحریر اس قسم کی مولوی عبد الرحمن صاحب کے شان کے لائق نمین قابل تسلیم جواب  
 نمین ہے لیکن باین خیال کہ طبائع مختلف ہیں اور یہ ضرور نمین کہ جو مطلب ایک دو بار میں کہیکے  
 سمجھ میں نہ آیا ہو وہ بہر کہی اس کے بعد نمین نہ آو اور بسا وقت باعث درستی سخن جبل مرکب اور متک  
 اور اک ہوتی ہے بامید تنبیہ آئندہ یہ جواب اسکا لکھا گیا اور نام اسکا امداد الغوی عن الصراط  
 السوی رکھا گیا واضح ہو کہ اول دس اصول لکھے جاتے ہیں کہ سمجھ دار آدمی بلا غلطہ افکے  
 جواب رسالہ مولوی عبد الرحمن صاحب کا دے سکتا ہے اصل اول یہ ہے کہ سنت لغت میں

یعنی طریقہ کے ہے اور اصطلاح عامہ اصول خفیہ میں عبارت ہے طریقہ مسکوکہ فی الدین ہے  
 غیر اگر ترک اور کما موجب اسارت اور کراہت ہو تو وہ سنت ہدی اور مسکوکہ ہے مانند جماعت اور  
 ان اور قنات وغیرہ کی اور اگر ترک اور کما موجب اسارت اور کراہت ہو تو وہ سنت زائدہ اور غیر مسکوکہ  
 ہے اور جس عبادت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقلا موطبت فرمائی موساتہ ترک کے احیاناً  
 ترک اور کما موجب اسارت ہوتا ہے اور انہیں اصیوین خفیہ کے نزدیک طلاق سنت کہی سنت  
 غیر نبوی پہنچی آتا ہے پس یہ طلاق ایمنی لغوی ہے لکثرة استعمال سنت فی الطریقۃ ثانی شرح  
 المناہج للامام ابو نعیم وکذا فی الخلاف فی الطلاق سنت علی الطریقۃ علی ما ابو المدلول للغوی  
 والاضحی ان الجرح عن القرائن یصرف فی الشرع الی سنتہ النبی علیہ السلام المعروف انظار فی کالطائفة  
 فی شریعت الی طائفة الامم ورسولہ اثنی یا یعنی شرعی اور اس تقدیر پر تقسیم سنت میں طرف سنت ہے  
 اور سنت زوائد کے اگر مقسم عام ہے سنت نبوی اور غیر نبوی سنت تو سنت غیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم  
 سنن زائدہ میں داخل ہے اور اگر مقسم خاص سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو سنت غیر نبوی صلعم  
 خارج اقسیم ہے چنانچہ سیطرف شیعہ یہ کلام صاحب تلویح کیج کا و الفصل دون سنن الزواہ لانما  
 صارت طریقہ مسکوکہ فی الدین وسیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف الفصل سنت کیونکہ اگر مقسم عام ہوتا  
 تو سنت غیر نبوی ہی سنت زائدہ ہوتی اور اسکا سیرۃ النبی ہونا متصور نہیں ہے بہر حال دوران ہارت  
 ترک ساتھ مواظبت نفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جیسا کہ مشیر ہے طرف اس کے  
 کلام امام ابی الیسعہ کا نہ ذکر ہے مسئلہ ادا و نہ میں اور ترک سنت غیر نبوی کا موجب اسارت  
 ہونا ممنوع ہے مثلاً تطایرۃ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پڑھنا و ترکا پہلے ہونے  
 سے اور تطایرۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پڑھنا و ترکا آخرات میں اور پڑھنا ماضوا کا  
 بجائے فاسعوا کے آیت کریمہ فاسعوا الی ذکر اللہ میں اور تطایرۃ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا  
 پڑھنا سورۃ یوسف کا ناز صبح میں جیسا کہ یہ سب موطائی امام مالک میں مروی ہے اور اسطرچ  
 تطایرۃ حضرت عمر کا پڑھنا ایک عبارت مخصوصہ کا خطبہ جمعہ میں جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں مروی ہے

اور تمام طریقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا پڑھنا مسجد کا بجای سورہ فاتحہ کے دو رکعت اخیرہ فرض میں  
 جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے حلال لکھ ترک کیا کام کا انہیں سے موجب اسارت نہیں ہے  
 اور کوئی کام ان میں سے کسیکے نزدیک سنت ہو کہ وہ نہیں ہے اور مسائل ایسے کہ اوس میں نہیب خلفائے  
 حنفیہ نے جو بہت ہیں مثلاً نہیب حضرت عمر اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ ہے کہ وہی نوح ثانی آدم بلوہ طاعات  
 ائمہ نہیں ہے اور نہ اچھنیہ اور ابی یوسف برخلاف اسکے یہ ہے کہ وہی نوح ثانی آدم مادون ثانی ہے  
 اور عبادت فقہامی حنفیہ تفسیر سنت میں مختلف ہیں بعض نے کہا کہ سنت طاقیہ مساکم  
 فی الدین ہے بدون وجوب اور اقراض کے اور بعض نے کہا کہ سنت وہ کام ہے جو ثابت ہو  
 قول یا فعل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام لے اور واجب اور مستحب ہو اور بعض نے کہا کہ سنت  
 وہ کام ہے کہ موافقت فرمائی ہو اور سپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کسی نے آپ کے صحابہ  
 میں سے پانچ میں کھیت تراویح کو زعم موافقت خدای راشدین سنت کہنا موافق ان تفسیر کے ہے  
 اور شامی نے جو رواہ الحما میں لکھا ہے کہ شروع اگر ایسا ہو کہ موافقت فرمائی ہو اور سپر رسول صلعم  
 یا خلفائے راشدین نے بعد آنحضرت کے تو وہ سنت ہے تو شاید پانچ اسی قول سے ہے اور  
 جمہور نے کہا ہے کہ سنت وہ ہے جسے موافقت فرمائی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ترک  
 کے ایسا نا اور جب مطلق موافقت بدون قید عدم الترتک ایسا نا اطلاق ہوتے ہی تو اوس سے موافقت  
 مع الترتک ایسا نا اور ہوتی ہے جیسا کہ فتح سر المنان فی تائید نہیب النعمان میں ہے لیکن سنت  
 ہو کہ وہ باتفاق حنفیہ اوس عبادت کو کہتے ہیں کہ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافقت  
 فرمائی ہو ساتھ ترک کے ایسا نا اور مستحب اوہی مندوب اوس کام کو کہتے ہیں کہ کیا ہو  
 ایسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ایک بار اور ترک کیا ہو اسکو اگر اور کبھی مستحب  
 اوس کام کو کہتے ہیں کہ دوست رکھا ہو اسکو سلف نے اور اطلاق سنت کا سنت غیر ہو کہ وہ اور  
 مستحب پر ہی آتا ہے اور نزدیک جمہور شافعیہ کے سنت مراد مندوب اور مستحب اور  
 تلوع کا ہے اور نزدیک بعض شافعیہ کے فرق ہے درمیان سنت اور مستحب کے جیسا کہ فرق ہے



اوان جو تون میں نزدیک حنفیہ کی تہمت شیخ میں تو صحیح میں مرقوم ہے فابکان افضل طریقہ مسلول  
 فی الدین نسبت والا فضل است اور ہی تحقیق میں مرقوم ہے واستہ لوعان سنتہ البی و ترکہا وصیبا  
 و کرابتہ کا جماعہ والا فان والاقامہ و نحوہ واستہ الزائد و ترکہا لا واجب و لک سنن ابنی علی السد علیہ وسلم فی  
 الباسہ و قیامہ موعودہ واستہ المطابق علی طریقہ ابنی علیہ السلام عند النماضی وجہ احدہ و عندنا تتبع  
 علی غیرہ ایضا فان السلف کانوا یقولون سنتہ العزمین افضل ثیاب فاعلمہ ولا یسئ تاکرہ و مودون سنن الزیاد  
 استہ اور شیخ الاسلام نے حاشیہ شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ نہ صرف عبارتہم فی تفسیر استہ  
 شرعاً مقبول ہی طریقہ مسلولہ من الدین میں غیر وجوب و اقراض قبول و اوطب علیہ ابنی علی السد علیہ  
 وسلم و ترکہا مرتہ دوم میں تعلیم للعباد استہ اور **فخصمہ** میں مرقوم ہے واستہ طریقہ اسلام کی فی  
 الدین بلا وجوب و اقراض و مبرا بعضہم با و اوطب علیہ ابنی علی السد علیہ وسلم مع ترکہا احیاء استہ  
 اور اعداء القتلح شرح نور البیاض میں مسئلہ ہے واستہ ہا طریقہ اعتقادہ و کونستہ وہم طبعاً  
 المسلولہ فی الدین میں غیر لزوم علی سبیل المواظبہ تم لکھا استہ و اوطب علیہ ابنی علی السد علیہ وسلم مع ترکہا  
 فی الموکدہ و النکان مع احیاء انہی المنویہ وان اقررت بوجہہ لمن لم یکن لہا منی لودویہ استہ  
 اور منہج الغفار میں مرقوم ہے انہا طریقہ لم سکوتہ فی الدین میں غیر لزوم علی سبیل المواظبہ استہ  
 اور نہر الفائق میں مسئلہ ہے وہی نوعہ طریقہ مطاعہ و عفا انما فیہ لم سکوتہ فی الدین لکھا فی  
 لکنہ غیر مانع صدقہ علی استحب انتہی او شتمنی نے شرح مختصر وقایہ میں لکھا استہ استہ  
 طریقہ و العادۃ و شرعاً فی الاولاتہ احدہ عن ابنی علی السد علیہ وسلم غیر القرآن من قول ائمتہ و تقریر  
 و فی الافعال باشت بقولہ او فعلہ علیہ الصلوۃ و السلام و لمیں واجب و استحب سنتہ اور ہی لکھا ہے  
 شیخ علی قاری نے شرح مختصر وقایہ میں اور نہر الفائق اور در مختار اور  
 و منتقی میں مرقوم ہے و بموجب تعریف لمطلقہا وان الشرط فی الموکدہ مواظبتہ مع ترک لکن نشان  
 الشرط ان لا تذکر فی التعریف استہ بل یفہم الذکر و الدالہ المتقی او محیط میں مرقوم ہے استہ سنن  
 سنتہ ابنی علی السد علیہ وسلم و سنتہ اصحابہ سنتہ الرسول علیہ الصلوۃ و السلام ہے طریقہ انتی طلب



براءۃ حیث قال ابو اہل ان اطلب علیہ البنی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یستہ اولم یواظب کان فعلہ مرۃ او مرتین  
 بموالتبانتہ ام سنوی نے شرح منہاج میں لکھا ہے وسیلی مندوب سنتہ وفاقہ قال  
 فی المصنوع وسیلی استحبوا و تقو عا سنتہ مولوی عبد الرحمن صاحب نے ایک مقام پر الحمار کا دیکھ کر  
 کہ تعریف اوس سے ۱۵۰ میں نقل فرمائی اور یہ سمجھا کہ یہ قول بعض ہی تعریف مطلق سنت میں نہ  
 تعریف سنت ہو کہہ میں اوس ہی رد و لمحا رہ میں دوسرے جگہ یہ قوم سے نقل کیا کہ فی الفجر الذی ظہر للعبد الضعیف  
 ان استہ او اطلب علیہ البنی صلی اللہ علیہ وسلم انکا نہ المرحۃ ترک فی دلیل اسنتہ الموکدہ و انکانت مع التمرک  
 احیاناً فی دلیل غیر الموکدہ وان اقرنت بالانکار علی من لم یفعلہ فی قول ابو یزید فانہ یقول انہ جبہ یصل التوفیق  
 اتقی قال فی التمر و یغنی ان یقیدہ یا یا اذالم کہین ذلک اعلی المواظب عایہ ما اخص وجوبہ علیہ الصلوۃ و السلام  
 او اکان مصلوۃ اخصی فان عدم الانکار علی من لم یفعل الاصح ان یزال منزله ترک ولابد ان یقیدہ ترک  
 کیونکہ بغیر عذر کافی التحریر سنتہ اور ہی اسی رد و محبت ار میں ایک اور جگہ لکھا ہے فالاولی انی التحیر  
 ان ما و اطلب علی اللہ علیہ وسلم علیہ مع ترک الما عذر سنتہ و ما لم یواظب علیہ مندوب و مستحب ان لم یفعلہ  
 بعد ما یجب فیہ اہ بجا نہی۔ اور اصل و م یہ ہے کہ جس نماز تراویح کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے پڑھنا ثابت ہو اس کا غیر نماز تہجد ہونا ثابت نہیں ہے بخاری نے اپنی صحیح میں باب تحریریں البنی ۲  
 علی قیام اللیل فی النوافل میں غیر احباب میں احمدیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہ ان رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم صلی ذات لیلۃ فی المسجد فصلى بصلوۃ ناس ثم صلی من القابلیۃ فکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلۃ الثانیۃ  
 او الراقبۃ فلم یخرج الیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قد رایت الذی صنعتہ و لم یغنی من الخروج الیکم الا ان  
 خشیت ان یفرض علیکم و ذلک فی رمضان ذکر کیا ہے عینی نے شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے  
 قوله ان یفرض علیکم ای بان یفرض علیکم صلوۃ اللیل یل علیہ روایت یونس و لکنی خشیت ان یفرض علیکم  
 صلوۃ اللیل یفرضو عنہا و کذا فی روایتہ الی سلمۃ المذکورۃ قبیل صفۃ الصلوۃ خشیت ان یتکب علیکم صلوۃ اللیل  
 حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں احمدیہ کی شرح میں پہلے لکھا کہ قدما  
 اعطانی ہذہ خشیتہ مع ما ثبت فی حدیث الاسرار انہ قال فی خمس و من خمسوں لا یبدل لقول لدی فی ذلک

سن التنبیل لم یخفف من الزیاد و اجاب عنہ الخطابی بنفسه بان صلوۃ اللیل کتاب واجبۃ علی البنی صلی اللہ علیہ  
 وسلم و افعاله الشرعیہ تجب علی الائمۃ لاقتداء بہ بالاسن طریق النشار فرض جدیدہ زائد علی خمس اور پیر و دوسرا جواب خطا  
 سے نقل کر کے لکھا کہ قد اتی بذین الجوابین عن الخطابی ابن جوزی و جامعہ دہوینی علی ان قیام اللیل کان  
 واجبا علیہ علی وجوب ملائکہ امامانہ و فی کل منہا نزاع اور پیر لکھا و قد فتح الباری ثلثۃ اجوبۃ اخرى احادیث  
 ان یکون الخوف اقراض قیام اللیل معنی محل التجوی فی المسجد جامعۃ شریفی صحتہ لنقل باللیل اور پیر دو جواب اور لکھا  
 لکھا و اقویٰ بالاجوبۃ الثلاثۃ فی الظہری الاول انتہی میں کلام خطابی اول ابن جوزی وغیرہ اور ابن حجر سے وضاحت  
 کہ یہ مازنہ از نجد تھی اور ابوہریرہ اور اوردیگر میں روایت کی وغیرہم نے اپنی روایت سے روایت کیا ہے  
 قال صناع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقیم بنا شیئا من الشهر حتی یقی سبع فقام بنا حتی ذہبت ثلث اللیل فلما کانت الساتۃ  
 لم یقیم بنا فلما کانت الثمانۃ قام بنا حتی ذہبت ثلث اللیل فقلت یا رسول اللہ لو ظننت قیام یہ لیلیۃ فقال ان ابن  
 صلی مع الامام حتی ینصرف حسب اوقیام لیلیۃ فلما کانت الرابعۃ لم یقیم بنا حتی یقی ثلث اللیل فلما کانت الثانیۃ  
 جمیع الیہ و نسائہ و الثمانۃ فقام بنا حتی حنینا ان یقوتنا اطلع فقلت و اطلع قال السحر و اور امام مالک  
 نے مو حط میں عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت کیا ہے قال ست ابی یقول کنا ننصرف فی رمضان  
 فنسجعل الخدم بالطعام فحافۃ الخیر اور ہی امام مالک نے مو حط میں سائب بن یزید سے روایت  
 کیا ہے کہ قال ابوہریرۃ بن کعب و قیہ الداری ان یقوتنا الناس فی رمضان باحدی عشر و رکعۃ فکان انما  
 یقرر بالیسین حتی کنا نعتمد علی العصا من طول الصیام فلما کنا ننصرف الا فی فروع الفجر یہ سب آیات و لالت کرتی  
 ہیں مازنہ از و صحیح کے متجدد ہونے پر اور صحیح صحیح میں وغیرہ میں ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ جو چاہا  
 یو یو نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتے کہ کانت صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان  
 کما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ان یزید فی رمضان و لانی غیر علی احدی عشر و رکعۃ اس حدیث  
 سے کہ بیان مازنہ از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے ابن ہمام نے تراویح حضرت کا آٹھ رکعت ہونا  
 نکالا اور کسی نے فقہائے مخالفین میں سے اور سکے جواب میں یہ نہیں لکھا کہ یہ حدیث صحیح میں ہے  
 اور محل نزاع تراویح ہے اور زلیعی نے شرح کمز میں لکھا ہے و الا صحیح انما صلوۃ اللیل افضل

فیہا آخرہ اسمیٰ اور یہ نسخہ شریح اکثر میں لکھا ہے المستحب تاخیر الی ثلث اللیل اور نصفہ و بعد نصف قبل بکبر و  
 بالاصح الا انما صلاۃ اللیل سنیۃ اور شریح الفائق میں قہر ہے الا المندوب فالی ثلث اللیل و نصفہ و ربعہ  
 فیہا بعد و الاصح عدم التکرار فیہ الا انما صلاۃ اللیل و الاصل فیہا اربعہ و اشدہ شرح منہ جلہبی او اشدہ و الفتح  
 اور حاشیہ و مختار طحطاوی اور رد المحتار وغیرہ میں مذکور ہے لکن صلاۃ اللیل و الاصل فیہا اربعہ  
 استے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے فتح مر المنان فی تائید مذہب النعمان میں لکھا ہے

قد علم من ذی الامارۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقیم فی رمضان الا بالی متعده و عقد عن الموطنۃ  
 علی ما یصلی ثلثہ ان یفرض ثم الصحیح انما كانت صلوۃ الہی کلن یصلیہا باللیل و علی حدی عشرۃ رکعۃ کما مر فی او  
 باب صلوۃ اللیل من حدیث ابی سلمۃ سال عائشہ عنی السعۃ کیف كانت صلوۃ رسول اللہ فی رمضان قالت  
 ما کان یزید فی رمضان و الا فی غیرہ علی حدی عشرۃ رکعۃ استے اور ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے صحیح انس کہ  
 اجمہ ان حضرت گذارہ جان نماز تہجد ہی جو کہ بارہ رکعت استے باکملہ فرق و میان نماز تہجد او نماز  
 تراویح ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اختراع محض ہے نہ اصل اور نہ کی اور اس تقریر مستند مفتی سعید  
 صاحب مین بایا نہیں کیا ہے لکھنؤ شاہ فی الد صاحب و الساجد مقرر تقریر کیا ہے مصنف مین بیان  
 تقریر مین عدولت و نہ رکعت جو لکھا ہے وہ شیری طرف او کی خلاف کی عبادت مصنفی کی یہ ہے  
 حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ بفرست خود فرست کہ ان حضرت دو قیام لیل در جمیع ایام ترغیب موزوں اند

و قیام رمضان ان ترغیب را و کہ تریان فرمودہ است پس لکھنؤ و دیگران قیام ان خوف قیامی  
 و دیگر تر فرمایہ چون پنج قیامین متعرات و راجع و تہجد و تہجد با یک رکعت زیادہ فرمودہ امام جہین  
 اسباب مخیر و اشدہ است مکلف را و اسے احد سے عشر و ثلث عشر میں استے اور اصل موم  
 یہ سنہ کہ اگرچہ باعتبار لغت کے قیام لیل عام ہے صلاۃ اللیل سے اور صلوۃ اللیل عام ہے  
 نماز تہجد سے لیکن عرف میں قیام لیل اور صلوۃ اللیل نماز تہجد ہے کو کہتے ہیں عینی نے  
 شرح صحیح البخاری سے میں لکھا ہے قال قطب التہجد القیام و قال کراخ التہجد صلوۃ اللیل استے  
 اور شامی نے رد المحتار میں جاریہ سے نقل کیا ہے ثم یخاف ان صلاۃ اللیل لیس لیس علیہا ہی التہجد

اور نماز تہجد نزدیک جمہور شاخ حنفیہ کی مندوب ہے اور وصیت اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ نہیں ہوئی اور یہی مسلک ہے بعض مالکیہ اور شافعیہ کا بھی فی النہر الفائق بالمختص من المندوبات قیام اللیل اور فی الايضاح من مسطور ہے وندب صلوة اللیل سنتے اور امداد الفلاح میں مذکور ہے واما صفتنا فقد قال فی شرح المینیۃ انما سببہ وقلنا مثله کما سندکرہ استے اور مختار میں مرقوم ہے ومن المندوبات کعتما السفر والقعود منہ وصلوة اللیل سنتے اور المختار حاشیہ وریختار میں مذکور ہے ان ماذکرہ ان صلوة اللیل من المندوبات متشی علیہ فی الحاوی الاقوی اور ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے واذکرہ ذلک القائل من حدیث رقی العجریۃ التہجد دلیل علی خلاف مقصودہ لان التہجد مندوب لکما یشہد کثیر من استے مندوب الامۃ الیہ وقد اوی بہ سنۃ العجری وطلاق کجواب اعم من کونہ ان ینوی مجرد الصلوۃ او المندوبۃ واما لم یقل انہ سنتہ لانا واطب علیہ صلوة وکلام علیہا والتہجد عندہ شایع لکان فرضا علیہ فلو لم یفعل علی فرض استے اور یہی فتح القدیر میں دوسرے کلمہ مسطور ہے یتقی ان حقیقۃ صلوة اللیل فی حقنا سنیۃ والاستحباب بتوقف علی حقیقتہا فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم فانما فرضنا فی حقہ فہی مندوبۃ فی حقنا لان الاولیۃ القولیۃ فیہا انما تصید الندب والمواطئۃ النعمانیۃ لیس علی تطوع تكون سنتہ فی حقنا وانکافیت تطوعا فسنۃ لنا وقد خلف العلماء فی ذلک فدرج بلانقۃ الی انما فرض علیہ یوم کلام الاصلیین من مشائخنا مشکوٰۃ القول تعالیٰ تم دلیل الاقلیل الایہ وقال طائفۃ تطوع اور ابن حجب والکی نے اپنے مختصر میں نماز تہجد کو ان فحال میں سے کہ مختص ہیں ساتھ نفس نفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شمار کیا ہے اور متابعت کی جو ابن حجب کی اوسکے شاخ فاضل عقد نے شافعیہ میں اور سیاحی کہا ہے جلال الدین سیوطی شافعی نے اتمام الدرایہ میں اور بحوالہ ہوم نے شرح مسلم میں معطوف کیا ہے نماز تہجد کو اور افعال مختصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس عبارت کو وصلوۃ التہجد عند من یتبول باقرضنا علیہ صلوة اللہ علیہ علی الذوا صحابہ اور جو مسلم نے سعد بن شام بن عامر سے روایت کیا ہے کہ امام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے اسے نہیں سنا عن قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت استقر القرآن یا ایہا المرءل قلت بلی قالت فان التہجد حل

انقضی قیام اللیل فی اول نذر السورۃ فقام بنی السدی علیہ وسلم و صحابہ حولہ و معہم النبی خاتمنا انی عشر  
 شہر فی الساجی انزل السدی آخر ذہ السورۃ الخفیف فصار قیام اللیل تطوعاً بعد فرضیہ سو جواب او سکا خفیہ  
 کی طرف سے یہ ہے کہ مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تطوع ہوا قیام اللیل کا نسبت صحابہ بنی علی السدی علیہ  
 وسلم کے ہے نہ نسبت بنی علی السدی علیہ وسلم احمد صاحب کے چنانچہ روایت ابی داؤد میں صرف قیام  
 اصحاب ہی کا ذکر ہے اور روایت ابی داؤد یہ ہے قال قلت حدیثی عن قیام اللیل قالت لست تقرہ یا ایہا  
 المزل قال قلت علی قالت فان نذر السورۃ نزلت فقام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی استفتحت قیام  
 و من خاتمنا فی الساجی عشر شہر انزل آخرہ فقام اللیل تطوعاً بعد فرضیہ اور جو شامی سے فتح القدیر  
 سے نقل کیا ہے لکن صریحاً بنی مسلم وغیرہ عن عائشہ کہ کان فی فرضیہ ثم نسیخ سو وہ حامل عبارت فتح القدیر  
 کا ترجمہ شامی سے ہے فتح القدیر میں بعد حدیث مسلم کے جو اور پندرہ گور ہوئی بہ و نلفظ لکن اور صریح کہ مسطور  
 فہذا یقتضی انہ فی فتح وجوب غنائتے اور محمد الدین فیروز آبادی نے سفر السعادات میں  
 لکھا ہے بواللہ علما اختلاف است کہ قیام اللیل حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرض بودہ سنت  
 پر و طائفہ را دلیل کی است وان آیت تزل است ومن اللیل فتجد بہ نافلہ لک بعضی میگویند ان آیت  
 صریح است در عدم وجوب و بعضی می گویند فتجد امر است صریح بہ قیام اللیل و تجد بنا کہ جای دیگر فرمود یا ایہا الذلیل  
 قم اللیل و یا صریح یادہ استے اور شیخ عبد الحق نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے و کلام در آنکہ  
 کہ نماز تہجد بر آنحضرت صلعم فرض بود یا بہ امت بعد از ان منسوخ شد مشورہ است ممتاز لکن از امت منسوخ شد  
 و بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقی ماند تا آخر عمر و صحیح و لک فی موضعہ استے اور اصل چہارم یہ ہے  
 کہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو صحیحین وغیرہ میں مروی ہے اور یہی حدیث بارہ سے جو  
 صحیح ابن حبان اور صحیح ابن فضالہ میں مروی ہے ثابت ہے کہ نماز تہجد آنحضرت کی آئمہ رکعت تھی اور  
 او میں کتب کثیرہ ہیں آپ کا ثابت نہیں ہے اور وہ جو روایت ابی شیبہ بارہ میں بن عثمان میں میں کتب ہیں  
 اچکا آیا ہے سو وہ حدیث ضعیف ہے قابل انہاج کے نہیں ابوشیبہ کے ضعف پر اتفاق ہے  
 جیسا کہ فتح القدیر وغیرہ میں ہے بسطاً اور تفصیل ادا استے میں ہے اور اصل خیمہ ہے کہ تہجد

ہیں کہ تراویح کا فعل حضرت اوی حضرت عقی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے کہیں کتب احادیث اور آثار میں  
 پایا نہیں جاتا ہے چنانچہ ہم کی مولیٰ ہے ابھی میں کہتے تراویح پر پانی جاوے اندھا فوطیہ ابن عباس نے  
 صحیح روایت میں مولیٰ ہے خلفائے راشدین میں کہتے تراویح پر کلام کیا ہے اور فضیہ شمس  
 وقایہ الروایۃ میں یہ روایت ہے کہ عذارت فضیہ کی یہ ہے بقول المدائنی الاصح انما سئل امی عن تراویح  
 فانہ قال لا شیخ ابن جریر لم یجدوا فی مولیٰ عن خلفاء الراشدین ثانی المدائنی انما مشورۃ انتہی  
 صحابہ رضی اللہ عنہم جو واقع تھا وصالاً بعد و عشرین و واقعہ الصحابہ علی ذلک اس کے حاصل معنی  
 اور اس کے معنی وہ ہیں یوں کہ لکھتے لکھتے اور حکم پڑھنے کا کیا ہے حضرت عمرؓ نے بعد ان حضرت کے  
 میں کہتے کہ اور موافقت اس کی ہے صحابہ نے انتہی تاکہ لکھنا جموی کا عمل کلام نہو اگر صحابہ میں  
 نسبت پڑھنے کے طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مجازاً نہ لیا جائے تو لکھنا جموی کے کانٹے سند ہے  
 سند اس کو کتب احادیث اور آثار سے پاس ہے اور نسبت فعل طرف سبب امر فعل کے جائز ہے اور واقع  
 جیسے کہ نسبت تزیج کے طرف دعویٰ کے آیت کریمہ یزیج انباہم میں یا نسبت بنائے مکان کے طرف  
 ہمان کے یا ہمان ابن لے صرح میں حال تاکہ دعویٰ آپ وچ میں کرتا تھا بلکہ امر کرنے والا وچ کا تھا اور ہمان  
 خود مکان نہیں بناتا تھا بلکہ امر کرنے والا بنائے مکان کا تھا اور اصل ششم یہ ہے کہ روایت اجماع صحابہ  
 سنت موکدہ ہو تراویح پر غرض فی اصل اور سند ایک صحابی سے ہو سنت موکدہ ہو تراویح کا سنو  
 نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو روایت اس کی کتب احادیث اور آثار میں ضرور پائے جاتے اور میں حال میں کہ اجماع  
 صحابہ سنت موکدہ ہو فی نفس تراویح پر ثابت نہیں ہوتا ہے تو سنت موکدہ ہو نے میں کہتے تراویح پر  
 کیونکہ اجماع صحابہ ثابت ہو سکتا ہے اور اگر ایسا ہوتا تو بعض سلف زمان عمر بن عبد العزیز میں کیا کہتے کہ ایک مرتبہ  
 اور امام احمد بن حنبل گیارہ اور تیس میں کیونکہ مزید فرماتے اجماع صحابہ کو کیا ذکر ہے صحابہ کے بعد لوگوں کا جو  
 تراویح یا میں کہتے تراویح کے سنت موکدہ ہونے پر اجماع نہیں ہے یہاں تک کہ خفیہ میں بھی اختلاف ہے  
 اس کی سنت موکدہ اور مستحب ہونے میں جیسا کہ جمیعین اور مستخلص اور شایع اور خلاصہ لکھا ہے  
 اور قوامی علیٰ ملکیہ اور ماثبیا لستہ وغیرہ میں مذکور ہے اور اصل ہفتم یہ ہے کہ تراویح



نہ میں کعت تراویح کا سنت موکہہ ہونا روایت اسد بن عمر دین اور سنت ہونا ہر دن قید و مکہ کے  
 روایت حسن بن زیاد و جواد و دی وہ اللہ تعالیٰ عنہما و نہیں ہے کہی جہ سے اول یہ روایت روایت نو اور  
 ظاہر الروایۃ نہیں اور عل اس مسئلہ پر کہ غیر ظاہر الروایۃ میں جو مشروط ہے ساتھ نہ مخالف ہونے ہول  
 خفیہ کے اور سنت موکہہ ہونا تراویح کا بر تقدیر فرض ہونے بعد کے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حلف  
 اصول خفیہ ہے **قواوی قاضی خان** میں مسطور ہے والکانت اسکتہ فی غیر ظاہر الروایۃ الکانت  
 توافق اصول الصحابہ امل بہائے دوسری یہ قول امام خارج ہے ظاہر الروایۃ سے اور جو قول  
 امام ایسا ہے اس سے امام نے رجوع فرمایا ہے ابھی قول سے امام نے رجوع فرمایا ہوا اسکو  
 قول امام نہ کہنا چاہئے اور اعتماد اس پر نہ کرنا چاہئے بحکم رابع میں مذکور ہے خارج عن ظاہر  
 الروایۃ فمورج غنہ وان الرجوع غنہ لیس قولہ استنہ اور توسیع میں مسطور ہے ان مراجع  
 عنہ لا یخبر الاخذ بہ استنہ میسری جامع صغیر میں کہ کتب ظاہر الروایۃ میں سے سے استنباط و  
 مسطور ہے فی الاستخلاص شرح الکفر اعلیٰ ان التراجع سنۃ و ذکر فی جامع الصغیر لفظ الاستحباب و  
 ظاہر الروایۃ کو ترجیح ہے غیر ظاہر الروایۃ پر و محتمل میں مرقوم ہے فی باب العیدین میں لم یجد  
 والہذا ان الجایع الصغیر صفحہ محمد عبدالاصل فافیہ ہوالقول علیہ چوہی اسد بن عمرو اور حسن بن  
 زیاد و دی اسکے محسوس ہیں متفریہ الشرعیۃ میں مسطور ہے اسد بن عمرو ابوالان بن ابی قحطی و  
 قال ی کہ وہ وقال بن جان کان یروی الحدیث علی مذہب الخلفۃ ثانی اور شمس الدین دہبی نے  
 بذیل ترجمہ اسد بن عمرو کتاب سمار رجال مسند احمد میں لکھا ہے قال النجاشی ابن المدینی ضعیف و اور  
 میزبان الاعتدال میں لکھا ہے قال یزید بن ادون ایکل الاخذ عنہ وقال ی کہی لکھنوی قال النجاشی  
 وقال بن جان کان یروی الحدیث علی مذہب الخلفۃ ثانی و دی بن ابی بکر الاعتدال میں لکھا ہے وضعہ الفلاس  
 وقال الدسانی لیس بالقوی وقال الدارقطنی الاقبیریہ استنہ اور ہی متفریہ الشرعیۃ میں مرقوم ہے  
 حسن بن زیاد و دی لکھنوی کہ یزید بن معین و ابو داؤد و غیرہ استنہ اور میزبان الاعتدال میں ترجمہ  
 حسن بن زیاد میں مذکور ہے و دی اسد بن ابی مریم و عباس لکھنوی عن یزید بن معین کتاب قال محمد بن

عبد الباقی بن عبد بن علی بن جرج کہ الذی ابوداؤد فقال کہ ابغیر ثقہ وقال ابن ابی شیبہ  
وقال ابو حاتم لم یثبثہ ولا یثبثہ وقال ابو یوسف ضعیف مزکور وقال محمد بن عبد الازی ما رایت اسوا من  
احسن شتم یہ ہے کہ یہاں مسائل عنہ منقول شرع میں نہ قول اکثر شرع اور صواب ہے جو موافق  
منقول شرع کے ہوا اور باطل اور خطا وہی جو منقول شرع کے موافق نہیں بعض مسائل اس قسم کے ہیں  
کہ اس میں قول اکثر مشافحہ خفیہ بجانب خطا ہوا اور قول بعض محققین بجانب صواب چنانچہ بہت مشافحہ خفیہ  
نے رفع سبابہ سے تشدید منع کیا ہے اور اسی پر فتویٰ لکھا ہے حال انکہ یہ جانب خطا ہی اور صواب  
استحاب اس کا جو حدیث کہ قول محققین خفیہ ہیں فی شرع المقتیہ لعموم کثیر من المشافحہ لایثیر اصلاحا  
الحدیث الخمار ولا یشیر بہا تبہ عند الشہادہ وعلیہ التقریر لکافی الولو الجریۃ من آجہیں وعدۃ لغنی وعلماہما  
وفی الطوال وفی الخلاصۃ والعیانۃ وهو الخمار وعلیہ الفتویٰ وکذا فی الرواۃ احادیث کثیرہ واما فی  
المضمرات الفتویٰ علی انہ لایثیر فی الکبریٰ وعلیہ الفتویٰ ونقل شیخ طہی بن عثمان فی رسالۃ النہای فی  
الارشادہ عما تقدم وعن شرح المتحدۃ النبیۃ والی الکامر وفتاویٰ النوارل وفتاویٰ الخیرۃ الذیۃ لکری و  
غیر الا کہ شرح وراجا نقل عن الذخیرہ اذ قال ورواہ ابو داؤد وقال صاحب البیانی انما حرام کما اجد اشارۃ بکثیر فی التشدید  
تولاد الاموال فی البروقہ وکذا فی ان یشیر بہا تبہ عند الشہادہ وعلیہ الفتویٰ وکذا فی التشدید عند التماسیل

مکرمہ بنی التیمی ویکرمہ الاشارة وکرہا فی فیتہ لغنی **اصل شتم** یہ ہے کہ معنی عظیم سب سے ہے کہ معنی عظیم  
الاشدین میں اقوال میں تفصیل ادنی صفحہ ۱۵ امداد ہستہ میں مذکور ہے ایک قول دن میں سے بیان  
مسطور ہوتا ہے اور وہ سب کہ عظیم اس حدیث میں یا معنی الزموا اور بعدا علی الفسک کہ ہے تو اس کا جواب  
خود نہیں ہی بلکہ مقصود اس سے استجاب ہو ورنہ اتباع طریقتی حلی المد علیہ وسلم اور طریقتی حلی  
راشدین واجب ہوا ورنہ کہ اس کا موجب عقاب نہ موجب عقاب اور با وقت مراد ورنہ کہ  
استجاب اور استئمان ہوتا ہے نہایہ جزری میں مسطور ہے عمل الخیر واجب علی کل مسلم مستحب  
اور اس قول اجتنبہ میں کہ لو لم یحبب الی الناس رسولا لوجب علیہم معرفۃ بعقوبہم مشافحہ بخلاف واجب  
کو معنی ہائے بنی لیتے ہیں تحریر میں مسطور ہے چنانچہ محجب حل الوجوب فی قولہ لوجب علیہم معرفۃ بعقوبہم

علی رضی اللہ عنہما کے ہے مجمع البحار میں مسطور ہے علیکم بذا اسی اعلوہ وہو اس  
 بخدیقال علیک زیادہ اور یہ اسے اور اس تقدیر پر امر و اسطے مذہب اور استنباب کے سے نہ واسطے  
 وجوب کے مسلم میں اور اس کے شرح میں جو بحر العلوم کے ہے مذکور ہے افتدوا بالذین من قبلہ  
 الی کبر و عمر واد احمد و علیکم سببی احدث و سببہ خلفا الراشدین قلنا ہذا خطبہ للفقہین فلا یوں جمعہ  
 علی المجتہدین و بیان الایمان لایعصر الاتباع و علی ہذا فالام لا ملاحۃ والذہب واحد نہیں التامین ضرور  
 فان المجتہدین کا تو ایسا فقہ و مقلدون کا نواقہ لیس و ان غیر جماعت اور سنت کے معنی اس حدیث میں لفظ  
 کے ہیں اور دونوں جگہ معنی سنتی اور سنت خلفاء الراشدین میں ایک ہی معنی مراد ہیں پس جو شہادت  
 کہ مولوی عبدالرحمان صاحب نے صفحہ ۵۷ میں اس حدیث کے معنی پر کہ میں سب نامہنی مطلب سے  
 نامنی ہیں اور اتہام سے کسی چیز کے وصیت میں تجاوز اس چیز کے حال سے لانم نہیں ہے تاکہ  
 مستحب بہب وقوع کے وصیت میں سنت موکدہ ہو جائے اور امر تکوا او عروض میں واسطے  
 مذہب کے ہے اور اگر نزدیک مولوی عبدالرحمان صاحب کے یہ امر واسطی وجوب کے ہے تو سنت  
 خلفای راشدین کو واجب کہنا چاہئے نہ سنت موکدہ اور جو مولوی عبدالرحمان صاحب نے ۷۶ میں  
 میں لکھا ہے تو یہ تراویح بقول آپ کے اصل شہری مستحب کیونکہ ہوگی انتہی جواب اس کا یہ ہے  
 کہ تراویح مستحب ہوگی بموجب احادیث قولیہ کے مانند بعد کے اور میں رکعت تراویح مستحب ہوگی بموجب  
 اقرار اور اجازت حضرت عمرؓ نہ اور اور صحابہ کے اور جو اسی صفحہ میں ہی لکھا ہے کہ ہر طریقہ کیواسطے  
 فرض و وجوب و سنت و مستحب علوہ و علوہ ہونگے انتہی جواب اس کا یہ ہے کہ ہر طریقہ کے واسطے  
 چار قسم ہوں گے کیا نہ وہ ہے اور اگر دونوں طریقوں میں چاروں قسم باہمی جائیں تو اس میں کیا محدود ہے  
 اور جو اسی صفحہ میں ہی لکھا ہے طریقہ خلفائے راشدین عین طریقہ آنحضرت معلوم ہے اور  
 خلفائے راشدین پیرو ہیں انتہی کچھ مضمر اور مفید مولوی عبدالرحمان صاحب کے کہیں ہے  
 کہ اس سے سنت موکدہ ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے اور جو اسے صفحہ میں ہی لکھا ہے بیان پر اعادہ  
 سورۃ کا مثل فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا اس کے طور پر اعادہ معرکہ کا اس مقام پر نہیں ہے انتہی

جس پر اقبال بڑی بناوٹ عرفی طور سے وہاں بطور الزام مذکور ہے اور جبکہ اعادہ معروف مسلم ہے تو اس خان مع  
 العہد میں اس میں اس میں اعادہ معروف کیا ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب تو صاحب  
 استفادہ التراجیح میں جو ثنائیہ کا عین اوسے مطلق اعادہ معروف میں لکھتی ہیں اور جو اسی صفحہ میں لکھا  
 شیعہ الطوائف سے لکھا گئی ہے کہ سنت خلفائے اشدین و اصل سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے  
 اثنیہ سو یا اس سنت خلفائے اثنیہ کہ دخل قیاس و رائی سے خارج ہے مسلم ہے لیکن اوس پر ہی  
 اطلاق سنت میں صحیح آنحضرت میں کیا ہے وہ ثبوت کے کر نیگے اور درست خلفائے عموماً یہ قول منہج ہمار  
 ہے کہ سنت خلفائے قیاسی جو اور جو ہے میں کہا دلا یہ ہے کہ شاید ذہن عربی سے یہ حدیث متفق ہو  
 یزید میں ثابت کے باقی ہی جو نسخہ اقبل معنی القول فی بطن القائل ہے کہ جو حاصل اسکا معلوم ہو سکتا ہے  
 اور جو اسی صفحہ میں ہی لکھا ہے ثنائیہ یہ ہے کہ حضرت مولف یہاں کو قواعد حمل فقہ کی خبر میں ہے اگر  
 سو یہ تحریر مولوی عبدالرحمان صاحب کی موافق اس کے بیان علم کی ہے مثنوی تحصیل اصول میں نور الانوار  
 ہے نہ سمجھ اوسکو ہر جگہ لے ڈرتے ہیں وہ جو حضرت نے نور الانوار سے نقل کیا ہے صاحب نور الانوار  
 ہے اور یہ جب جو اصولیین اور عامہ مشائخ حنفیہ و اہل غریبہ اس کے خلاف یہ ہے کہ کلام تعریف و ثبوت  
 متفقہ نمونے عمد کے معمول ہوتا ہی استغراق پر نہ جنت اس لیے کہ عمدہ اور استغراق حقیقت ہے اور  
 جنس مجاز اور جب تک حمل حقیقت پر ممکن ہو مجاز پر جائز نہیں اگر مولوی عبدالرحمان صاحب نقل عبارت  
 نور الانوار میں حدت اور تصرف نقل عبارت نور الانوار ہی سے جو اقم نے لکھا مکمل جاتا اور عبارت  
 نور الانوار سے جو مولوی عبدالرحمان صاحب نے نقل فرمائے ہے پہلے مسطور ہے اور اودا ملام  
 المعرفة فی صورۃ الاستیقیمۃ التعریفۃ العمدی واجبہ انعموم سواد کان العموم جنس لکھا و سبب ایہ فی الاسلام  
 و تابعوہ والاستغراق لکھا و سبب الیہ اہل التعریفہ و جمہور الاصولیین اور بعد اس کے مرقوم ہے فان لم یستقیم العمد  
 بان لکن کفر لہ نفاذ معہودہ اولم یحجر ذکرہ فیما سبق حمل علی جنس نقل الاولی و نقل علی حسب تالیفیہ مقام  
 او علی الاستغراق فیہ تو عیب اکل یقیناً او چاشنیہ نور الانوار مطبوعہ پر جو کثیف ہندووی سے مسطور ہے  
 اوسکو ہی اگر مولوی عبدالرحمان صاحب ملاحظہ فرمائیے تو مرکب زبان و ذری خصم یہ نمونے عبارت

کشف کی یہ ہے وہ تہب جمہول اصولیین وعامة مشائخ وعامة اہل اللغة الى ان موجب العموم والاستغراق  
 تو صحیح میں مسطور ہے ان کا لوالہ کھیل علی کھنس مجازاً مفید بصورت لاکھین حملہ علی العمد والاستغراق  
 نئی لو کھن کھل علیہ اور کھو کھج میں مسطور ہے لاشک حل جمع علی کھنس مجازاً علی العمد والاستغراق  
 حقیقہ والاسماع اللغویۃ الا عند تعدد الاصل انتہی اور تحریر الاصول میں مرقوم ہے وان اکمن کل  
 نہایتیں کھنس للیقین وقیل الاستغراق لاکثیرہ خصوصاً فی استعمال الشارح وقران مجمع المعنی للمعنی والاستغراق  
 حقیقہ للجنس مجازاً وایہ خلف لا یعار الیہ الا عند ہما انتہی تقریر شرح تحریرین قبل الاستغراق کی  
 شرح میں مسطور ہے وقامو عامۃ شایخنا وغیر ہم انتہی اصل وہم یہ ہے کہ انہو السواد الاعظم  
 میں ہوا سواد اعظم سے اجماع صحابہ کرام میں یا ساری مجتہدین عظام یا سب اہل سنت وجامعت میں ایسی ہے  
 کہ جس مسلمہ میں جملہ صحابہ کرام اکطرف ہوں اور غیر صحابہ اکطرف اتباع صحابہ کرام لانہ ہے یا جس مسئلہ میں  
 ساری مجتہدین عظام ایک طرف ہوں اور غیر اہل سنت ایک طرف اور مسلمہ میں اتباع اہل سنت لانہ ہی  
 اسی جگہ سے بزرگ سفیان ثوری نے کہا کہ لو ان فقہیہا علی رأس جبل لکان بوجہ جگہ ہوا شامہ نے  
 کتاب المبدع وکجواوش میں لکھا ہے حیث جاء الامر بدم الجماعة المراد یہ لزوم الحق و  
 اتباعہ والکان اسلم یقلیداً والحق لاف بکثیر الان الحق ما کان علیہ الجماعة الاولی ودم الصحابة والاعتراف الی  
 اکثر اہل الباطل بعد ہم انتہی اجماع سواد اعظم مقابل غیر صحابہ کرام یا غیر مجتہدین عظام یا اہل بدعت ہی  
 اور یہی حق وباطل ہوا سواد اعظم کا ساتھ اسی میں جس کے سبب ورنہ انہیں نکوۃ بعد وفات رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر سے بہ نسبت غیر انہیں کی اور فائزین امامت حضرت معاویہ اور امامت  
 یزیدیان نے امیہ میں اکثر ہی بہ نسبت غیر فائزین کے تقریر میر خنجر بحث میں مذکور ہے  
 وقد ارتد اکثر الناس بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصنعوا الصدقة وكان الحجر لان الناس  
 ودم الصحابة وكان اکثر الناس فی زمن نبی امیہ علی القول بالامانة معاویہ ویزید انتہی اور مسلمہ میں  
 مسطور ہے وقد ارتد اکثر الناس بعد وفات صلی اللہ علیہ وسلم وكان اکثر فی زمان نبی امیہ علی الامانة معاویہ  
 وعلی الامانة یزید انتہی اب اصول عشرہ تمام ہو چکے بیان سے بالتفصیل رواقوال مولو سے

شرح تحریرین قبل الاستغراق کی  
 شرح میں مسطور ہے وقامو عامۃ شایخنا وغیر ہم انتہی اصل وہم یہ ہے کہ انہو السواد الاعظم

عبدالرحمان صاحب کا جوہر توضیح سنت الدمدی میں اون سے صادر ہو بین شروع ہے قولہ  
 صلت حضرت جو نماز تراویح کو کہیں پر لکھتے ہیں کہ نماز تراویح حضرت کی نماز تہجد ہی الی قولہ فی صفحہ ۶۔  
 اور نزدیک امام ابی حنیفہ کے مکروہ ہے اقوال۔ کچھ تعارض اقوال رقم میں نہیں ہے زعم تصانیف  
 ہاشمی ناظمی مطلب نور الدمدی اور امداد سنت سے ہے ائمہ رکعت کا مسنون ہونا موافق تحقیق  
 ابن ہام کے لکھا گیا ہے نہ بطور جمہور ضعیفہ اور جمہور ضعیفہ کے طور پر تو ائمہ رکعت کا بھی سنت ہو کہ وہ ہوں  
 جنہیں درست آتا ہے اور بیش رکعت میں سے ائمہ رکعت کا مسنون ہونا اور بارہ کا مستحب ہونا اوس  
 تقدیر پر مراد ہے کہ میں رکعت پڑھنے والا ائمہ رکعت کو بہ نیت سنت اور بار کو بہ نیت استحباب پڑھتے  
 اور بدون نیت اس تفصیل کے بیسویں مستحب ہیں اور سنت عمری اور فعل خلفا ہونا توجیہ کلام  
 ناقلین اختلاف نیت و استحباب میں موافق زعم ناقلین مذکورین نسبت نفس تراویح لکھا گیا ہے نہ یہ  
 نسبت میں رکعت تراویح اور بطور تحقیق میں رکعت کے فعل خلفا ہی ہو نہ کیا انکار کیا گیا ہے اور یہاں  
 رکعت کا آنحضرت م سے ثابت ہونا نہیں لکھا گیا ہے بلکہ ثابت ہونا پڑھنے پر حضرت کا میں رکعت  
 کو لکھا گیا ہے شتان بنیہا اور بالفرض اگر میں رکعت کا ثابت ہونا آنحضرت سے ہی لکھا جاتا تو ظاہر  
 اوس سے ثبوت صریحی ہوتا اور حمل فعل حضرت عمر اس پر کہ اہل سنت کے پاس کچھ اصل اور سند اسکے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگی مفید ثبوت صریحی نہیں ہے پس کیونکر یہ حمل مخالف اوس تحریر کے  
 ہوتا اور نور الدمدی میں چہتیس رکعت پڑھنے اور پڑبانے والی کا رافضی اور متبرع اور جہاں اور کافر ہونا  
 لکھا گیا ہے نہ جائز ہلا کہ ثابت ہونا چہتیس رکعت پڑھنے اور پڑبانے کا موافق مذہب حنفی لکھا گیا ہے  
 اسلیں کہ جماعت سے پڑھنا چہتیس رکعت کا صرف مذہب حنفی میں مکروہ ہے نہ مذہب مالکی اور  
 شافعی میں اور یہ دونوں مذہب ہی مذہب اہل سنت میں سے ہیں نہ مذہب وافضی اور اہل بیت  
 اور جہاں اور کفار میں سے اور پڑھنا میں رکعت کا جماعت اور سولہ کا بدون جماعت کو خود ضعیفہ کے نزدیک  
 بھی مستحب ہے قولہ صلت تراویح سنت ہو کہہ میں رکعت ہے اور یہی اصح ہر اور اسی پر عمل  
 الناس زمانہ حضرت عمر سے جماع صحابہ استقرار پایا ہے ائمہ رکعت اور چہتیس رکعت جو اول میں پڑھی

لگی تین تروک ہوئیں اس اقرار کے بعد دوسرا عمل جاری نہیں ہوا **اقول** اجماع صحابہ عوام میں کثرت  
 یہ سنت موکدہ ہونے میں رکعت پر مسلم ہے لیکن تروک اونیا جائز ہونے اور رکعت چہتیس رکعت پر  
 اجماع صحابہ منوع ہے مگر ایسا ہوتا ہو جیسے ارزوانا حضرت عمرؓ کا بی بن کعب اور سلیمان بن ابی شیمہ اور سہم  
 کو ساتھ پرانہ گیارہ رکعت کے منقول ہے اور پرباجا گیارہ اور تیرہ رکعت کا نپان خلاف حضرت عمرؓ  
 روایت سائب بن یزید سے مروی ہے تروک ہو جانا اور گیارہ یا تیرہ یا چہتیس رکعت کا اور انکار  
 صحابہ میں اور سہ منقول اور مروی ہوتا اور امام مالک چہتیس رکعت تراویح کے نہ قابل ہونے اور گیارہ  
 رکعت کو اپنے نفس کے لئے اختیار کرتے اور امام احمد بن حنبل درمیان گیارہ اور چہتیس کے فیخر فرما  
 اور بفتح صوف عمدہ بن عبد العزیز گیارہ رکعت نہ پرستے **قولہ** صد و مختارین لکھا ہے اور صاحب  
 الرواۃ اور سکون لکھا ہے **اقول** یہ کہنا کہ در مختارین لکھا ہے اور صاحب الرواۃ اور سکون  
 یوں لکھا ہے **مشکوٰۃ الفہام** اور تین مہذبانہ ہے اول و مختار کی عبارت عربی ہے اور یہ عبارت  
 اردو دوسرے رد المحتار اسکا حاشیہ ہے در مختار اس سے بہت پہلے ہے رد المحتار کا و مختار  
 میں ذکر کرنا کیونکر ہو سکتا ہے اعتراض ابن ہمام تصحیح ہدایہ مقتضای اصول حنفیہ ہے اور روایت  
 سنت موکدہ کی امام سے اکتساب کے نہیں ہے چنانچہ تفصیل کے اصل منتہی من گندہ علی ہر  
 اور دعویٰ اجماع سنت موکدہ ہونے میں رکعت تراویح پر باطل ہے اس لئے کہ روایت اجماع کی اصل  
 سید اور موافقت خلفای راشدین میں کثرت پرانہ نہیں ہے جمیعاً کہ اصل چہتیس معلوم ہوا اور نہ کوئی  
 کام صرف اولیبت خلفای راشدین سے سنت موکدہ ہوتا ہے جمیعاً کہ اصل اول میں معلوم ہوا اور  
 امر ائمہ سنت خلفای راشدین علیکم السلام و سنتہ خلفاء الراشدین میں تجاہلی ہے و جوبہ نہیں جمیعاً  
 کہ اصل ہم میں معلوم ہوا اور چہتیس تراویح کو سنت کہا ہے اور اس کے ترک کو مکروہ اگر مرد او اسکے  
 تراویح سے اصل تراویح ہے نہ میں رکعت تراویح تو قول اسکا اوس تقدیر پر کہ فرضیت تہجلی کی حضرت  
 صلح سے منسوخ ٹھہرائی جائے صحیح ہے اور اگر مرد او اسکی تراویح سے میں رکعت تراویح ہر تو قول  
 اسکا ائند قول اور قائلین سنت موکدہ ہونے میں رکعت کے محل نظر ہے اور جو اس میں رکعت کا تراویح

میں اور حمل باس اور سبب مشرق اور مغرب میں حمل نزاع نہیں ہے محل نزاع سنت موکدہ ہونا میں کثرت کا ہی  
 کوئی سبب راجح عام سے سنت موکدہ نہیں ہو جاتا ہے اور سنت موکدہ کہنے میں کثرت تراویح کو  
 قول جمہور قرار دینا غلط ہے مسلم خصم نہیں ہے اور جواب مقتضای لیل کا جو صاحب روالہ تار کو اس نے لکھا اور  
 اب وہ محمد الرحمان صاحب پیش کرتا ہے کہ نہ مال اور نہ صحت اور نہ قیام کا ملکی محلی قولہ علی الوضو کثرت  
 میں کثرت ہی ایچ اقول روایت زادین تراویح کا سنت ہونا ہے نہ میں کثرت تراویح کا اور  
 دلیل سنت موکدہ ہونے کی مفید سنت موکدہ ہو چکی نہیں ہے اس لیے کہ اجماع سنت کی کسی فعل کے  
 جواز اور مراعات پر اور نہ انکار کرنے اہل قبلہ سے سوائے موقعہ کے اس میں فعل پر سنت موکدہ ہونا  
 اس میں فعل کا لازم نہیں آتا ہے اور روایت ذراوی حجت میں ہی سنت موکدہ ہونا تراویح کا مسطور ہے  
 نہ میں کثرت تراویح کا اور ایک صحابی سے بھی سنت موکدہ کہنا تراویح کا ثابت نہیں ہوتا ہے چہ جائزہ  
 کہ سنت موکدہ ہونے تراویح پر اجماع صحابہ و اہل امت کچھ مفید سنت موکدہ ہونا کا نہیں ہے  
 اور روایت ابی عبد اللہ میں ہی سنت موکدہ ہونا تراویح کا تھا میں کثرت کا وہ قیوم ہے اور بقول شیخ فریست  
 تہجد و بین نزاع نہیں ہے نزاع میں کثرت کے سنت موکدہ ہونے میں ہے اور روایت کافی  
 میں لفظ صحن کا حمل سنت غیر موکدہ ہے قولہ صحن اسی بناؤ حنفی مذہب و ابواخ اقول  
 بناؤ حنفی مذہب و ابواخ کسی روایت میں اون روایتین میں ہے جو ابو یوسف و ابی عبد الرحمن صاحب لکھن  
 میں کثرت تراویح کا سنت موکدہ ہونا مذکور نہیں ہے اور کلام صاحب روالہ تار کو اس میں نیست کہ اس نے  
 ذکر کرنا جواب قول ابن جام کا کہ اس کی اگر حمل سنت موکدہ ہوئے میں کثرت پر کرتا ہے تو بقدر حجت  
 اس حمل کے قول صاحب روالہ تار کچھ حجت نہیں ہے حجت اس پر ہے جو برابر میں دعویٰ صابت  
 راسی صاحب روالہ تار جو محض لاقول بہا اور حال اجماع صحابہ اصل ششم میں اور حال موکدہ غلط  
 راشدین اصل خیسیم اور اصل اول میں معلوم ہو چکا ہے اور حنفیہ اور شافعیہ کے میں کثرت پر ہے  
 سے سنت موکدہ ہونا میں کثرت کا لازم نہیں آتا ہے پر بنا میں کثرت کا احتجاج ابھی ہو سکتا ہے  
 بہ حال میں کثرت کی سنت موکدہ نہ جانتی اور انکار دعویٰ اجماع بی اصل کسی کو سے حنفی مذہب



اور جو شخص اس کو سنت عمری کہتا ہے بسبب اختلاف کے موقوف تھا خطاوی نے اس کا رد و محو سے  
 استغفار کیا ہے چنانچہ کہا ہے حموی نے کہ آئین ہر طریقیہ اس لیے کہ کتب متداولہ میں مسطور ہے  
 کہ تراویح سنت عمری ہے اور دعویٰ اختلاف کا چیز منع میں ہے **قولہ** صلا اور اسی میں رکعت  
 پر استقرار ہوتا ہے ائمہ اور عینیں رکعت پر پڑھنے بعد اقرار کے کسی نے روایت نہیں کی **اقول**  
 مراد اقرار سے میں رکعت پر اگر جائز ٹھہرا میں رکعت کا ہے تو وہ منافعی سنت ائمہ رکعت کی  
 نہیں ہے اور اگر جائز ٹھہرا اس سے میں رکعت کا ہے تو دعویٰ استقرار باطل و نہ اصل ہے  
 امام مالک کے نزدیک تراویح کے چھ رکعت میں اور امام احمد کے نزدیک غیرت و میان میں اور  
 گیارہ کے اور احمد عمر بن العزیز میں بعض سلف گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور ان خلاف حضرت عمر  
 میں جیسی باہر حضرت عمر میں رکعت پڑھنے طائفتین ویسے ہی گیارہ رکعت ہی پڑھی جاتی تھیں ایسا  
 استقرار کسی عہد میں باسناد صحیح پایا نہیں جاتا ہے **قولہ** صلا ضعف راوی سے اصل حدیث قابل  
 محترمہ کہ نہیں ہونی لیکن قابل عمل کے ہوتی ہے **اقول** اول محل نزاع عمل نہیں ہے  
 بلکہ ثابت ہوا سنت میں رکعت تراویح کا ہے اس بنا سے کہ میں رکعت تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے پڑھی ہیں و دوسری قابل عمل ہونا حدیث ضعیف کا بھی متفق علیہ علمائین ہے جیسا  
 کہ ترمذیہ بیرونی سے ظاہر ہے تیسری عمل حدیث ضعیف پر مشروط ہے ساتھ تین شرطوں  
 کے اولیٰ شرط یہ ہے کہ ضعف اس حدیث کا شدید نہ ہو اور شدت ضعف خالی نہ ہو تاہم طرق اس میں  
 تیسری اور کافی باہم کذب سے اور دوسری شرط داخل ہونا اس علم کا ہے تحت میں

فصل عامہ کے اور تیسری شرط عقلا و کما غایا بنا سیکر اس عمل کا ہے ساتھ اس حدیث کے سو شرط  
 میں اصل اربعہ میں باقی تین منہ و سبب اس لئے کہ کوئی طریق اس حدیث کے طریقت میں سے عقلا  
 بن ابن تیمیہ راوی کذب سے نکالی نہیں ہے اور فقہان شرط ثالث ہی اس جہت سے ہے  
 کہ لوگ بموجب اس حدیث کے میری کحت کو سنت جا کے پڑھتے ہیں اور مختار میں مذکور ہے  
 شرط العمل باحدیث الضعیف عدم ثبوت تضعیف وان یزول تحت اصل عام وان لا یقتدر سنیۃ ذلک احادیث  
 اور طحاوی نے حاشیہ در مختار میں لکھا ہے شدید الضعف موالذی لایا وطریق من قہر  
 عن کذاب او تمہم الکذب قولہ منا او حضرت عثمان او حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ ہر اتفاق  
 ابو یزید نے اپنا فرمایا اقول حضرت عثمانؓ او حضرت علیؓ رضی اللہ عنہما سے بیٹل کحت تراویح کو  
 معمول اپنا فرمایا کسی روایت صحیحہ سے ثابت نہیں ہے اور اتفاق سے صحابہ کے جواب میں کحت پر  
 سنت موکدہ ہونا میں کحت کا ثابت نہیں ہوا ہے قولہ صلا اس عبارت فتح القدیر پر غور  
 فرمائی کہ اس سے ثبوت استدلال میں کحت تراویح سنت وہی کا سبب خلفای محمد صلعم اور ترک ہونا  
 ائمہ رکعت جو پہلے وقوع میں آیا ہو وہی صحیح اقول اس عبارت فتح القدیر میں سنت پر  
 نبویؐ کی کہ اس سبب مواظبت احادیث سے حضرت کے کمان ذکر ہے ان کے بتقرار میں کحت پر نہیں  
 ہوتی سے منقول ہے سونیل عبارت خلاصہ فیہ وہی اس کے ضعف کے طرف اشارہ کیا ہے  
 چنانچہ نووے نے خلاصہ میں قول بیتی کو بصرفہ تہنیت بیان کیا ہے اور کیونکہ قول زعمی ضعیف  
 نہوگا کہ اسنا و معتبر سے اقرار میں کحت پر ساتھ متروک ہو جانے اور اعداد کے ہرگز ثابت نہیں ہوا  
 اور جب کہ صاحب فتح القدیر نے ائمہ رکعت کا سنون ہونا اور بارہ کحت کا مستحب ہونا موافق متفقاً  
 دلیل اور مطابق اصول ضعیف بیان کیا تو اس سے خود ثابت ہو گیا کہ بطور اداسے سنت موکدہ ائمہ رکعت  
 پڑھنا اور بطور اداسے مستحب میں رکعت پڑھنا ضعیفی المتدب کو جائز ہے اور جواب متفقاً دلیل کا  
 باصواب ہونا صرف لکھ دینی صاحب رد المحتار سے نہیں ہوتا ہے اور حدیث ثنث لکم سے سنت  
 موکدہ ہونا قیام رمضان کا ثابت نہیں ہوتا ہے اور بقابلہ فرض جیسے سنت موکدہ اتنی سنت

غیر موکدہ ہی آئی ہے بلکہ حدیث ابنی برزہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام رمضان میں بخیرین یا عجم  
 مہینہ بغیر تہ سے جو حج مسلمین پہنچتے ہیں سنت غیر موکدہ ہونا قیام کا عہد جاتا ہے اس لیے کہ اس پر ہر گز  
 ہرین کہتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غیبت ولاتے تھے قیام رمضان میں نہ ہوں اس کے کہ حکم  
 قرآن میں آپ لوگو کو اطمینان سے غیبت کے اور مولوی عبدالغنی صاحب نے نور الانوار اور مدار  
 اسکے متن میں یہ بات جو کہ سنت موکدہ نہ بلکہ انعام غیبت ہے اور الغرض اگر سنت موکدہ ہونا قیام  
 رمضان کا ہو جب حدیث مذکور کے فرض کیا جاوے تو میں یہ کثرت تراویح کا سنت موکدہ ہونا جو  
 عمل نزاع ہے گزاردیں حدیث سے ثابت ثابت نہیں ہو سکتا ہے قولہ صلا اور حضرت مولف کیوں  
 نہ اس کو غیر موکدہ و افضل کہیں کہ ان کو اس قاعدہ کی خبر نہیں ہے فی روایت میں کل افاضتہ فان  
 کل صلوۃ لم یطلب بعینہا نافذہ لکیت ابنہ بخلاف ما طلب بعینہا کصلوۃ اللیل یعنی شلیلہ اول  
 مولف بیچارہ تو اس قاعدہ سے کہ جب نماز میں سے غیبتا لکین آپ اس قاعدہ سے باخبر ہو کر کہیں  
 اس سے ترخیص ہو گئے کہ تراویح کے ایسے سنت ہونے سے جیسے صلوۃ اللیل اور صلوۃ نضح  
 یا آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ میں کثرت تراویح کا سنت موکدہ ہونا ثابت نہ ہو  
 تو خود قائل ہوں کہ حکم تراویح حکم صلوۃ اللیل ہے اگر صلوۃ اللیل سنت موکدہ ہے تو  
 تراویح بھی سنت موکدہ ہے و اگر صلوۃ اللیل سنت غیر موکدہ ہے تو تراویح بھی سنت غیر  
 موکدہ ہے باقی میں کثرت کا سنت موکدہ ہونا سیطرہ سے ثابت نہیں ہوتا ہے اور اختلاف  
 فرضیت اور عدم فرضیت مسجد میں منافی اسکی نہیں ہے کہ جمہور کے نزدیک فرضیت مسجد ہے  
 انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ اور عام ہونا صلوۃ اللیل اور قیام لیل کا مسجد سے باعتبار معنی  
 لغوی کے ہے ورنہ عرف میں مبارک صلوۃ اللیل اور قیام لیل سے مسجد ہی ہے قولہ  
 صحیح احضرت مولف کے تحقیق میں بہ نسبت تراویح کے نفل غایب ہے ثلثہ مستحب عینی  
 سنت غیر موکدہ ہے تراویح کا قول ہے اس کا اصل میں معلوم ہو چکا ہے اور جب  
 ساریت اور ائمہ ہونا ترک نفس تراویح کا بھی مخالفت میں ہے در بیان حنفیہ کے سید شمس الدین

نے بیع خلاصہ کیا لی میں لکھا ہے وہی ہجرت کو ترک کیا قبل یا غیر انا سیر اقبل لایتم استے قولہ  
 حنفیہ سنت عمر کے پاس بہ نسبت پیشینہ میں رکعت نماز تراویح سنت کے کہ اصل ہی اقول نماز  
 کچھ معلوم نہیں کہ کیا اصل ہی گمان ہمارا یہ ہے کہ تعیین عمر و رکعت اس قبل سنت میں ہے کہ اذین  
 اور بدل ہو اندہ حضرت عمر کے پاس شاید اسکے لیے کوئی سند قول یا تقریر حضرت سے ہوگی کہ تجھ  
 رمضان میں میں رکعت باجماعت پڑھنا جائز ہے اور جبکہ تراویح تجھ رمضان میں پس مواظبت نماز تجھ  
 پر مستلزم ہے مواظبت کہ تراویح پر اور علی ہذا الفیاس مواظبت حکمیہ — اللہ رکعت نماز تجھ پر  
 مستلزم ہے مواظبت حکمیہ کو ائمہ رکعت تراویح پر قولہ مکلف سب خفیہ میں نفس تراویح علی الاعیان  
 یعنی ہر مرد پر سنت ہو کہ ہے اقول ابن خنفیہ کی نزدیک نماز تہجد سنت ہو کہ وہ ہی او کے  
 نزدیک نفس تراویح میں رکعت تراویح ہی سنت ہو کہ وہ ہی اور ابن خنفیہ کے نزدیک نماز تہجد سنت  
 غیر ہو کہ وہ ہے اس کے نزدیک نفس تراویح ہی سنت غیر ہو کہ وہ ہے قولہ مکلف اور یہ کہ کسی  
 کما ہے کہ نماز تراویح باجماعت سنت علی الاعیان ہے کہ او سپر اعترض فرماتے ہیں آخر اقول  
 مطلب فہمی خباب والا معلوم شد یہ عمر ص جماعت کی سنت علی الاعیان کہنے والوں میں کہ  
 لکھ رہے ہیں اور جو میری رکعت تراویح پر مواظبت حکمیہ حضرت کے کہ سبب غدر ترک کے بیان  
 کر کے میں رکعت کو سنت ہو کہ وہ کہتے ہیں اس تقریر سے کہ حضرت نے غدر ترک مواظبت  
 نفس تراویح سے نہیں فرمایا بلکہ ترک مواظبت جماعت تراویح سے فرمایا ہے پس مواظبت  
 حکمیہ جماعت تراویح کی تحقیق ہے نہیں میں رکعت تراویح کے کہ پڑھنا جو میں رکعت کا حضرت سے  
 سے ثابت نہیں ہوتا ہے پس جبکہ جماعت نماز تراویح سنت ہو کہ وہ علی الاعیان ہاوسے کہ میری  
 مواظبت حکمیہ متحقق ہے تو میں رکعت کہ میری مواظبت اصلاً متحقق نہیں ہو کہ یہ سنت ہو کہ وہ  
 علی الاعیان ہو سکتی ہیں اور غدر فرماتے حضرت سے بہ نسبت ترک نفس تراویح کے سنت  
 ہو کہ وہ نفس تراویح کا کیونکر لایتم آتا ہے اور نسبت مستلزم مواظبت حکمیہ نماز تراویح طرف نہیں  
 کی افزائی اور اس ضمن میں سے کہ میں رکعت کی کوئی سند قول یا تقریر حضرت سے ہے حضرت

کے پاس ہوگی موافقت حکم علیہ آنحضرت میں رکعت پر ثابت نہیں ہو سکتی ہے **قولہ** مشاجعت نماز تراویح کی سنت موکدہ علی الاعیان کسی نے نہیں لکھا ہے **اقول** عبارت کذب سے جماعت نماز تراویح کا سنت الاعیان ہونا ظاہر ہے اور یہی قول مرغینانی کا ہے **نہر الفائق** میں مسطور ہے وہو ظاہر فی انہما علی الاعیان وہو قول المرغینانی **انتہی قولہ** صلاہو لام نوہی نے جو مستحب لکھا ہے اس میں مستحب سے مراد یہ ہے کہ جمع ہونا آدمیوں کا واسطے آدھے نماز تراویح کے بجائے مستحب ہی **اقول** حل کا نام خلاف ظاہر تباہ و مخالف مراد قائل پر یہ باب الغیب ہرگز جائز نہیں ہے اور کہہ اس حل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خلاف اسکا ضرور ہے کہ استحباب اس اجماع کا مجمع عقیدہ نہیں ہے اور صحت طلاق مستحب سے سنت پر اور سنت سے مستحب پر لازم نہیں آتا جو کہ حل نزاع میں ہی مراد مستحب سے سنت موکدہ وہو بلکہ لازم ہے کہ استحباب پر بعضی خود ہے اسلئے کہ اتفاق سنت کو ہونے تراویح پر ہرگز درست عقیدہ آجی بلکہ جہان میں رکعت تراویح کا سنت ہونا قوم ہر وہاں سنت کو محمول کرنا سنت غیر موکدہ پر چاہی اور فعل خلفای راشدین سنت موکدہ نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ مسائل میں معلوم ہوا **قولہ** صاحب نفحات رشیدی رائی اپنی پر نسبت پر شہ گیارہ رکعت نماز وتر کے رمضان میں لکھتا ہے اور عمل مد اول خلاؤ سے تسلیم کرتا ہے مگر یہ نہیں لکھتا کہ اسپر فتویٰ ہے الخ **اقول** صاحب نفحات رشیدی نے جب کہ رائے اپنی پر نسبت پر شہ گیارہ رکعت کے بوجہ حصول اقتدای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ لائق تر ہے نسبت اقتدای غیر کے لکھے تو یہ فتویٰ دینا گیارہ رکعت پر شہ گیارہ کا نہیں ہوا اور کیا ہوا اور عمل مد اول کہ داخل زمین خلفای راشدین ہی میں جتنیں رکعت پر تسلیم کرتا ہے اگر اس سے عمل نہ اول گیارہ رکعت پر ہونا لازم آجی تو میں کہتا ہوں کہ یہی ہونا لازم ہے اور نہ عدم اقتدا کی میں رکعت میں اس ہونا اقتدا کا ہر گیارہ رکعت میں سبب اسکی کہ گیارہ رکعت فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے بخلاف میں رکعت کے کہ فعل آنحضرت ۲ سے ثابت نہیں ہیں اور پھر بنا گیارہ کا جو فعل آنحضرت ۲ سے اور فعل صحابہ سے تا حد خلافت حضرت عمر نہ ثابت ہے اسلئے عدم اقتدا کے پاس مولوی عبدالرحمن صاحب اور اسکے ہم نوا ہوں کی کیا سند ہے اور

وسط خان خلافت حضرت عمر بن یارون کے بعد کے زمانہ میں کون سی وحی آئی اور وہ وحی کس کی نازل ہوئی  
 جس سے نسخ گیارہ رکعت کا ہوا اور کوئی کتاب سبب فی علمی مولوی عبدالرحمان صاحب کے غیر مشہور نہیں  
 ہو سکتی ہے اور اہل جامعہ اگر بزم مولوی عبدالرحمان صاحب خلاف متون اور کتب مشہورہ ہو تو کیا مضامین  
 ہے اور جو ب تقلید صحابی بمقابلہ قیاس غیر صحابی ہے بمقابلہ نفل حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم  
 کہ تقلید حضرت ادون نہیں ہے تقلید صحابی سے اور معند تقلید صحابی کی قربات میں یہ معنی ہیں کہ حضرت  
 کا ادون میں اعتقاد صحابی ہو اور اسے حضرت کا اعتقاد رکنا واجب ہے اور میں کتب پر سوالی حضرت  
 عمرؓ سے صرف جواز اور استحباب اسکا اور نہ نزدیک پایا جاتا ہے پس بموجب تقلید صحابی سے اعتقاد صحابی  
 میں رکعت لازم نہ ہے اور میں **قولہ** صلاۃ اور قول صاحب نفلات رشیدی خلاف تصحیح قاضی خان کی ہے  
**الحکم اقول** نفلات رشیدی میں سنت موکدہ ہونے تراویح بحث نہیں ہے اور نہ قاضی خان نے  
 تراویح کو سنت کہا ہے نہ اس کے اوس مقدار کو جو حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک مستحب ہے اور میں رکعت  
 کا جو حضرت اسے ثابت ہو یا بیان کیا ہے سو بتا برائے روایت معنی ابن عباس کے ہے اور اس  
 روایت کا مشہور ہونا اور قاضی خان کے نہیں ہے بلکہ مقصود اسکا شہرت ثبوت اس علی کے ہے صحابہ  
 اور تابعین سے خود قاضی خان نے چہتیں رکعت پہنکو نزدیک حنفیہ کے مستحب لکھا ہے لیکن چہت  
 چہتیں رکعت سے منع کیا ہے جس عبارت قاضی خان میں یہ بیان تھا اور سکو مولوی عبدالرحمان صاحب  
 چہرہ پر نفل نہیں فرمایا سو عبارت قاضی خان کے یہ چیز خان صلوٰۃ اجماعہ شافعیین کما قال مالک  
 الا باس عند الشکی وعندنا ان صلوٰۃ اجماعہ عشرین رکعہ واما ما علی ذلک الی ست وثلاثین فرادی فرادی فو  
 مستحب انتہی **قولہ** صلاۃ بہ نسبت تصحیح قاضی خان کی کتاب موسیٰ میں یہ لکھا ہے **الحکم اقول**  
 عجب ہی مولوی عبدالرحمان صاحب سے کہ قول ابن ہمام و باب مستحب ہے میں رکعت تراویح کے اور  
 مسنون ہونے اثب رکعت تراویح کے تسلیم نہیں فرماتے ہیں اور کلام علامہ قاسم شاکر ابن ہمام سے تقدیم  
 تصحیح قاضی خان میں سند پڑھتے ہیں **قولہ** صلاۃ حضرت مولف کو لازم ہے **الحکم اقول** قول  
 میں اپنی فقہ انفس کے سنت موکدہ ہونا میں رکعت کا نہیں ہے اور نہ میں رکعت کا سنت موکدہ ہونا

حاکم نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے اور اس کا مستند ہے

قول مجبور تھا اور اہل متون کا اور آپ خلیفہ نماز عمر فرمائی ہیں اور متقی بالقول کرنا اور اسکا حدیث ابن عباس  
 کو بیان کرتی ہیں درحقیقت وہ فقہا مہین ہیں اور نہ مہارت حدیث کی انکو اتنی تالیفاتی بالقول کرنا اور کفار  
 کسی حدیث کو معتد بہ ہو **قولہ** ص ۲۱۸ فصل دوم و ستہ قرار خلفای راشدین حضرت عمر و حضرت عثمان  
 و حضرت علی بن کعب پر واقع ہوا اور اتفاق اور اجماع دیگر صحابہ کرام سہیاسی پر ہے الخ **اقول** فصل  
 و عمل خلفای راشدین بنی رکعت پر کہیں ثبات نہیں ہے اور امر حضرت عمرؓ واسطے پڑانے بنی رکعت  
 کے ہذا امر کے واسطے پڑنے نگیارہ رکعت کے مسلم ہے لیکن اس سے سنت موکدہ ہونا میں رکعت  
 او بار و اہو جانگیارہ رکعت کا لازم نہیں آتا ہے اور اتفاق اور اجماع دیگر صحابہ اگر جواز میں رکعت پر نہیں  
 کیا جاتا تو اس سے بھی ناجائز ہونا گیارہ رکعت کا اور سنت موکدہ ہونا میں رکعت کا ثبات نہیں ہوتا جو اد  
 متنبی اللاروات کے مصنف کا حال معلوم نہیں ہے کہ روایت اوکی قابل اعتبار ہے یا نہیں مصنف  
 سے معلوم ہو چکا ہے کہ مذہب امام احمد تحریر ہی درمیان تئیں او گیارہ کے اور زعفرانے  
 نے شرح طحیح التجاری بن امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ فرمایا امام شافعی نے  
 رايت الناس يقولون بالمدنية سبع وثلاثين وبكثرة ثلث وعشرين لم ين في شيء من ذلك ضيق انتهى  
 اور سبکی نے شرح منہاج میں لکھا ہے قال ابن الجوزي ان عدد الركعات في شهر رمضان  
 لا حد له عند الشافعي لانه نافله ملته و مشہور امام مالک سے چہیں رکعت ہیں جیسا کہ علامہ کتب فقہ میں ہی  
 اور عینی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے وفي احدى عشرة ركعة وهو اختار مالک لنفسه و  
 اختاره ابو بكر بن العربي انتهى اور طہارہ مذہب امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں رکعت تراویح ہے پس  
 سنت موکدہ ہونا میں رکعت تراویح ائمہ اربعہ سے پایا نہیں جاتا ہے بلکہ ثابت اسے خلاف  
 اسکا ہے اور عمل بعض تابعین نہ کل تابعین میں رکعت پر مفید جواز اور استحباب ہو نہ موجب سنت کیو  
 ہونے کا اور اس طرح حکیم ہستی و سنت خلفاء راشدین میں سوا سے تائید استحباب کے او کیا ہی  
 او قول شیخ عبدالحق دہلوی سے مجرد احتمال صحت حدیث ضعیف ثابت ہو سکتا ہے باہر اس کے حکم  
 صحت ایسی حدیث کا کہ ضعف اسکا ظاہر اور صریح ہے نہیں ہو سکتا ہے اور عموم حدیث حضرت عثمانؓ

قیام رمضان اور غیر قیام رمضان سے کیا منفر خصم ہے ان قیام رمضان میں اور روایات میں ہی اگر کثرت  
 پڑنا حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کا ثابت ہی اور باقی سب بغوات مولوی عبدالرحمن صاحب کا جواب  
 ہو چکا ہے یہاں اس کے اعادہ کی کچھ حاجت نہیں **قولہ** ص ۲۹ عبارت قدوری کی یہ ہے الی آخرہ  
**اقول** قسم مراد قدوری میں ہم نسبت تغلیط طرف صاحب ہدایہ کے نہیں کر سکتے ہیں اگر عبارت  
 قدوری میں سامعہ ہوا ہو تو کیا بعید ہے کہ عبارات قدما میں ایسا اکثر ہے **قولہ** مثلاً یہ سب اقوال  
 فقہاء اور محدثین صریح دلالت کرتے ہیں کہ میں کثرت سنت موکدہ میں آہ **اقول** یہ کذب و افتراء ہی  
 یہ اقوال ہیں یہ کثرت کے سنت موکدہ ہو نہ ہو یہ دلالت نہیں کرتے ہیں عبارت مضرات میں —  
 نفس التزویج مستہ ہے اور عبارت جوہر فیہ ذین والاصح ان التزویج مستہ موکدہ اور بیطرح مصنف  
 اور موسوی میں نماز تراویح کا یہ ہیں رکعت تراویح کا سنت موکدہ ہونا مسطور ہے **قولہ** ص ۲۱ اب ضرورت  
 بت ہو چکا کہ نماز تراویح میں کثرت سنت موکدہ ہے **اقول** سنت کثرت میں کثرت کا نماز تراویح فتویٰ جمہور علما اور  
 فقہا کا ہے ان بعض حنفیہ نے خطا اور لغزش سے سنت موکدہ ہونا میں رکعت کا خلاف اپنے  
 اصول کے لکھ دیا ہے لہذا قول اوکا قابل اعتبار کے نہیں ہے **قولہ** ص ۳۳ اس عبارت میں اور  
 شرح درختار اور حاشیہ طحاوی میں حضرت مولف اور حواشی اوکے سے بحث ہی الخ **اقول**  
 رہتم سے اور مولوی عبدالرحمان صاحب سے جو بحث ہی وہ یہ ہے کہ عبارت طحاوی **قولہ**  
 اور افضہ الاسائرۃ ولو کان بمیہ نفسہا بان کانت مخدرة او تمسیر شخص لہا سنتہ میں مولوی صاحب  
 ولو کان بمیہ نفسہا الخ کو تعمیم و قوف فرماتے تھے اور رہتم تعمیم سیر منفی بنا کر رہتم نے بقبر زمان  
 بحث تعمیریہ اپنے قول کی اور خطیبہ ارشاد مولوی صاحب کا علمی دقت سے لکھا کہ جیسے اوکی  
 خدمت میں وہ یہ گذرانا اور اس کے بعد اصل کا غذات و تنطیل علما ہی بیچ دیکے بنا ہے خط مولوی عبد الرحمن  
 صاحب مجربہ یکم رمضان مبارک مطابق ۱۰۔ ذی قعدہ ۱۲۸۵ عیسوی یا سن ۱۲۸۵ ہجری کے پایا کہ سیدنا و  
 افضل الانام و امام مجاہد۔ بعد تسلیم مع تعظیم عرض یکندہ عنایت نامہ مع اصل فتویٰ صادر فرمودہ لو کان  
 مشکور ساخت چونکہ در فتویٰ مطبوعہ مسئلہ سابق لفظ عدم ترک شدہ بود ازین سبب خدشہ و فتویٰ مشید

میں کسی صورت میں ثابت نہیں ہوا ہی اور اس کی



چونکہ اصل فتویٰ مولوی سعد الدین صاحب رسیدہ ان لفظ عدم متصل جوازہ قوم جو و تہ عبارت رفع شدہ از حدیث  
 و اصل فتویٰ مولوی سعد الدین صاحب ملت و فتویٰ مولوی محمد یوسف ازین بعد ترکیل وارم آئندہ صدقہ و  
 امر فتویٰ اب اس نامین اس بحث کو جو بعنوان دیگر نقل فرماتے ہیں صریح کذب ہے لیکن بالاجمال حال اسکا  
 بھی معلوم کرنا چاہی کہ عبارت و مختار باز کو واقعہ میں شک کو نبیل خرچ کلام سبج عادت کما اختراع اور  
 استلح ہے شرط میں جو موثرات اسکے مولوی عبدالرحمن صاحب نے کتب فقہ سے نقل فرمائی اور یہی  
 شرط میں اب اس نامین گئی ہے من قصاص الشعرین مقام حد ہے اور خیف ابش میں ابش قید شرط بنی  
 شرط بنین کو مستحسب میں مسطور ہی و بشرط یوجب قصاص کلام علی بعض التقادیر انتہی ہذا اذا اشتد خوف  
 میں اختراع کلام سبج عادت کی توجیہ نہیں کی گئی اور بالفرض اگر شرط میں ہی کہیں کسی نے اس قسم کی  
 توجیہ کی ہو تو اول وہ لائق اعتقاد نہیں ہے دوسرے بی ضرورت اور واسطے تحریف مضمون اصل مقصود  
 کی نہ کی ہوگی کسی شئی نے مشین و فقار میں سے یہ توجیہ نہیں کی صاحب رد المحتار کہ اس سکہ میں خلاف  
 و مختار ہے اوسنی بھی مطلب و مختار کا مشروط ہونا جواز صلوٰۃ کا عجلہ پر بوقوف محکمہ عجبا ہے اور کہیں فقہ  
 کتب فقہ حنفیہ میں جواز صلوٰۃ عجلہ پر پر تقدیر سیر یا نہیں کیا ہے اور مشروط ہونا اس جواز کا بوقوف  
 و عدم یہ سہوای و ہتای کے شرح منیہ علی او فتویٰ حاکم شہید اور سماج و ملج و فقیر مین ہی مسطور ہے اور  
 مخفی نہ ہے کہ جواز نماز عجلہ پر مشروط ہے ساتھ و شرط کے ایک دابہ پر ہونا اسکا جو کسی نہ چاہا اسکا  
 جب ایک شرط ہے ان دونوں شرطوں میں سے مفقود ہوگی فرض و وجوب پڑنا او سپر بلا قدر حنفیہ کی  
 نزدیک جائز ہوگا بلکہ نہ کہ سپر و توقف کو جواز او عدم جواز صلوٰۃ میں کچھ اثر اور دخل نہیں ہے صریح اہل علم  
 ہے اور یہ لکھنا مولوی عبدالرحمن صاحب کا کہ یہ عبارت تخصیص بالذکر موجب مطلق اصول حنفیہ کے  
 نہیں کہتی صرف بقصد اطلاق ہی اصول وانے کے ہے سو فتامی تفصیل ایکا اصول میں نور الانوار ہے  
 اوسی کو آپ ہر جگہ پیش کرتے ہیں سو تخصیص بالذکر ہونا اسکا موجب جمہور اصولیین کے ممنوع ہے  
 جمایہر علم اور بعض حنفیہ قصہ عام کو بعض مسیات پر اگرچہ ساتھ کلام غیر مستقل کے ہوئی تخصیص گئی ہے  
 اور صاحب نور الانوار نے جو تخصیص کو مخصوص کلام مستقل کیا ہے سو مخالف ہے تصریحات صلیتین

خفیہ کی ساتھ متصل اور عداوت وغیرہ کی بنی اور کئے نزدیک تخصیص ہوتی ہے ان تخصیص انطی مطلب  
 تخصیص اکثر خفیہ کے نزدیک ساتھ کلام متصل کے ہوتی ہے **صبح صایون** - شرح سنارین سلوک  
 اختصاص عند آہا ہر قصر العام علی بعض وعند ناصر علی محض متصل استے اور **صبح** - متن توضیح  
 میں مرقوم ہے قصر العام علی بعض بالجاوہ لا ینالو عن ان کیون بغیر متصل وہو الاستثناء وانشطہ ولفظہ وفاقہ  
 او متصل وہو تخصیص ہوا بالکلام او غیر راستی اور **کشف بومی** میں مذکور ہے وکشف صبح علی زینہا  
 ان افعال ہو قصر اللفظ العام علی بعض اور وہ دلیل متصل تقرن استے اور مسلم میں مرقوم ہے وبقصر  
 العام علی بعض سمیہ وقد یقال قصر اللفظ طلقاً استے اور **کثیر** میں مرقوم ہے وانشافیتہ وبقصر  
 الخفیہ قصر العام علی بعض سماء استے اور **قصر** میں شرح تحریر میں مذکور ہے تخصیص اللفظ عند الخفیہ -  
 انما کیون کلام تام متصل منفسہ فلما کیون ہر تخصیصا عندہم لعدم تطالہ نعم قضی کلام منفسہ فی کثرت تخصیص  
 ان ہذا عند اکثرہم ان بعضہم لم یشرطہ وصرح فی البدایع بان شرطہ قول بعضہم وان التوسیم علی التسمیہ الی  
 متصل وغیر متصل استے **قولہ** صلاً خلاصہ ان دون رسالون کا یہ ہے کہ نماز تراویح نہ سنت  
 رسول مقبول ہی نہ سنت خلفای راشدین ہو سکتی ہر الخ **اقول** یہ صریح آخر ہے دون رسالون میں  
 نماز تراویح کی سنت رسول مقبول اور سنت خلفائے راشدین ہونیکا ہرگز انکار نہیں ہے محل نزاع موکرہ  
 ہونا میں کثرت تراویح کا ہی یا نفس تراویح کا برسا کہ بہر خفیہ میں کثرت پیر بنی خلفای راشدین کا اور کثرت  
 ہر او کی موافقت کا رسالہ قدیمیہ میں قرار نہ تھا کہ انکار او کا رسالہ جدید میں مخالف او کے متصور ہو **قولہ**  
 صلاً جو سنت کہ آنحضرت کی ہوگی اور او پر صحابہ کرام نے عمل کیا ہوگا تو وہ سنت آنحضرت شہر کی نہ خلفائے  
 راشدین کی الخ **اقول** سنت آنحضرت اور سنت خلفای راشدین میں باعتبار مصادق کے نسبت  
 عموم خصوص میں وجہ ہر جس سنت آنحضرت پر عمل خلفای راشدین رہا ہے او سہر سنت آنحضرت اور  
 ہی سنت خلفای راشدین دونوں صادق ہیں اور اٹھ کثرت کو سنت آنحضرت کہنی سی لازم نہیں آتا کہ  
 کہ وہ سنت خلفای راشدین نہیں ہیں اور معطوف اور معطوف علیہ میں فی الجملہ مغایرت کافی ہے اور مغایرت  
 فی الجملہ جماع سے کسی اور باطل نہیں ہو سکتی ہر اور اتحاد معطوف اور معطوف علیہ سے باعتبار مصادق کو کسی

مادہ میں لازم نہیں آتا ہے کہ ہر جگہ معطوف اور معطوف علیہ میں باعتبار مستحق کے یکجا درجہ و رتبت کا  
 ایک ہونا جو حکم اور ایہ حکم کا واسطہ متفرع ہو اور حکم کو ادا ہوجانے دونوں سنتوں سے ایک ایام میں  
 ہونا نہیں ہے اور تحریر مولوی عبدالرحمان صاحب سے تشریح تاکہ مولوی صاحب جمعیت سے  
 سمجھتے ہیں اس سے پراعتراض تھا اور میں رکعت کو سنت خلفا تسلیم کر کے تسلیم کرنا پڑے خلفا  
 کا میں رکعت کو لازم نہیں آتا ہی سنت سے مراد وہ سنت ہے جو عام ہے نفع سے جو کام خلفا کے  
 فرمان سے اور لوگوں نے کیا وہی سنت خلفا ہی قولہ ص ۳۳ ان میں رکعت پڑھنے میں دونوں  
 سنت پڑھنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور میں رکعت کے اعراض کرنے اور سنت بجانے سے میں  
 خلفا ہی ثلثہ اور صریحا قول آنحضرت علیکم السلام سنت خلفا الزائدین لازم آتا ہے۔ **اقول**  
 میں رکعت پڑھنے میں بدون اس نیت کے کہ اثنہ اوغین سے سنت آنحضرت ہیں اور بارہ سنت خلفا  
 دونوں سنت پڑھنے کا ثواب حاصل نہیں ہوتا ہے اور میں رکعت کے اعراض کرنے سے مراد اگر  
 برا جانا میں رکعت کا ہی تو لاریب اعراض اور اعراض خلفا ہی ثلثہ اور اس حدیث سے ہے اور اگر  
 ترک کرنا اور کفار ہے تو ترک کرنے میں رکعت میں نہ اعراض خلفا ہی ثلثہ سے ہو اور ناسحیث سے  
 اور میں رکعت کے سنت بجانے میں ہی اعراض خلفا ہی ثلثہ اور ناسحیث سے نہیں ہے قولہ  
 ص ۴۴ اب فرمائی کہ یہ بتان اور افزا اور کتب صحاح **اقول** اس احتمال کو کہ وہ سبلی توفیق کے  
 درمیان روایت اس بن عمر و روایت حسن بن زیاد کے لکھا گیا تھا افزا اور کتب صحاح و تفسیر  
 کے اور کیا ہے قولہ ص ۴۴ ولا تکرر حکم لکل کو بکوش اجابت سماعت فرمائی الخ **اقول** یہ قیام  
 کلیہ ہے اور نہ یہاں اکثر طوف سنت موکہ ہونے میں رکعت کے میں جو کتاب میں کہ اس کے زعم میں  
 مار قول اکثر یہ میں ایضا حال یہ ہے کہ خلاصہ الفتاویٰ اور تباہج اوقیادی عالمگیریہ اور شرح کنز الدعوی  
 اور تباہج اور یا ثبوت بالسنۃ اور مختصر فتاویٰ اور ترویج العباد اور منافع اور ارکان اکبریہ و جوبہ اعلیٰ اور  
 میط برانی اور سنۃ المصلیٰ اور علی میں سنت — ہونا تراویح کا نہ سنت موکہ ہونا میں رکعت اور  
 مرقوم ہے اور فتاویٰ الروایۃ اور کثر میں سنت ہونا میں رکعت کا نہ سنت موکہ ہونا میں رکعت کا نہ سنت

اور جو یہ داور فرما دے تاوی قاضی جان اور صفی اور موسیٰ میں سنت موکہ ہونا تراویح کا نہ سنت موکہ ہونا  
 میں رکعت کا ذکر ہی **قولہ** ص ۴۵ اور یہ کہنا دعی کا صفحہ ۵۰ میں چونکہ سنت انحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 اتر رکعت بدون کئی زیادت کی تین میں رکعت میں وہ عدد منوں بتا رہا تو میں رکعت پڑھنے سے  
 ادوی سنت انحضرت نمونہ کی عجیب غریب ہی الخ **اقول** عجیب وغریب کہنا اسکا بقضای مساوہ  
 نوعی ہی ملو رہا تسم پڑھنا میں رکعت کا جون تفصیل نیت کی ہے اور مراد وہاں ہم کی پڑھنا میں رکعت  
 کا تفصیل نیت کی ہے اوجب کہ حضرت عمر کے پاس کوئی اصل میں رکعت کی انحضرت معلوم سے ہو  
 تو در صورت میں رکعت پڑھنے کے اگر سنت ائمہ رکعت کی او انہو کو قیامت میں ہے مکافات او کی  
 دوسری سنت میں رکعت ہے ہو گئے **قولہ** ص ۴۶ صفحہ تین میں حضرت دعی ترقیم فرماتی  
 ہیں الخ **اقول** در بیان سنت ہوئی تراویح کے اس جہت سے کہ انحضرت معلوم نے اسکو  
 سنت فرمایا ہے اور نہ سنت موکہ ہوئے تراویح کے اس جہت سے کہ آپ نے نفل  
 اور سہر مواظبت نہیں فرمائی ہے کوچہ مکافات نہیں ہے اور نہ رکعت کا فعل انحضرت ہونا ہی او کی منافر  
 نہیں ہے اور نہ سنت ہونے نفس تراویح کے بدون تخصیص اور تیسین عدد رکعات کے کہ سنت  
 کہنا اسکا بموجب آپ کی ارشاد کے ہے نسبت مطلق قیام رمضان کے سبب ایک نفل کے  
**قولہ** ص ۴۷ جب اسکے نزدیک تخصیص تعیین عدد رکعات تراویح کر کے ان سے ثابت کرتا ہوا  
**اقول** راہم نے دعویٰ عدم ثبوت تخصیص تعیین عدد رکعات تراویح کا فعل انحضرت سے نہیں  
 کیا ہے بلکہ اتر رکعت کو فعل انحضرت اول راتوں میں کہ آپ نے تراویح پڑھے ہی روایت جابر رضی  
 عنہ سے لکھا ہے اور جن لوگوں سے کہ عدم توقیت تراویح میں نقل کی ہی مراد او کی یہ ہے  
 کہ کسی عدد معین کا سنت فرماتا تراویح میں انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے یہ کہ  
 آپ کے فعل سے کوئی عدد معین تراویح کا ثابت نہیں اور مولوی عبدالرحمان صاحب نے  
 جو اعداد رکعات نماز تہجد انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے ائمہ رکعت کے ذکر کیے ہیں  
 کوئی اول میں سے قیام تھا انحضرت میں ثابت نہیں ہے اور تراویح انحضرت قیام لیل رمضان تھا

ثابت نہیں تو عدد تراویح کی کون

نہ قیام میں غیر رمضان اور مذہب امام احمد اور حنفی امام مالک سے نہ سنتہ ائمہ کوعت پرستنے کے ثابت ہو اور عدم  
 جواز پرستنے کی رکت تراویح کا مذہب کسی امام کا نہیں ہے اور اہل تشیع نے صفحہ ۴۴ میں اس کو کہہ چھٹائی غلطی  
 فرمائی جو معلوم نہیں کہ غنیہ کا سنت کہنا لکھا ہے نہ سنت مولود کہنا **قولہ** مسجد خاص کرنا صاحب شیعہ القدر کا  
 صرف بلانا حضرت کا طرف سنت خلفای راشدین کی کس معنی کر کے ہوگا **اقول** ہر چند کہ اس حدیث میں  
 بلانا طرف سنت انھیں اور سنت خلفای راشدین دونوں کی ہے لیکن چونکہ مقصود ابن حاتم کو بیان بیان کرنا  
 میں رکت سنت خلفای راشدین کا تانا بانا اسی مقصود ہی سے تعرض کیا پس تخصیص بظاہر تمام مقصود سے  
**قولہ** مسجد یہ اعتراض وارد ہوتا ہی الخ **اقول** یہ عدم التزام تعریف سنت سے پیدا ہے کہ جمہور فقہاء  
 اس کو کہتی ہیں کہ جبہ موافقت نفس انھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور حدیث علیکم سنتی و سنتہ خلفاء الراشدین  
 میں مذہب اہل تشیعین ہے اس حدیث کو ولایت اسپر نہیں ہے کہ سنت خلفای راشدین سنت مصطلفہ فقہاء ہی اور  
 القول مرجع علی الفعل کا بیان محل نہیں ہے یہ وقت تعارض کے درمیان قول او فعل کے ہوتا ہے اور در بیان  
 سنتہ ما و اطہم ہنفسہ حدیث مذکور کے تعارض سمجھنا سہوی سادہ لوحی کی اور کیا ہے حدیث میں صرف امر اخذ نہ  
 ہی بیان معنی سنتیں نہیں سنت بیان یا معنی مطلق طریقیہ کے یا معنی طریقیہ مسلو کو فی الدین کے اور جسبی تراویح کا  
 سنت مولود ہونا دلیل موافقت خلفای راشدین لکھا ہے قول اس کا لائق اعتبار کی نہیں ہے کیوں کہ جو تعریف  
 سنت مولود کی جمہور فقہاء نے کی ہے وہ سنت خلفای راشدین پر صادق نہیں ہے **قولہ** مسجد  
 جگہ در میان دلیل کہ عبارت ولانہ انھیں سے ہے الخ **اقول** حدیث علیکم سنتی و سنتہ خلفاء الراشدین  
 نہ دلیل سنت مصطلفہ فقہاء ہونے میں رکت تراویح کے ہے اور نہ سنت مصطلفہ فقہاء ہونے سنت خلفاء  
 راشدین کے دلیل سنت مصطلفہ فقہاء ہونے اور اس فعل کے کہ جبہ انھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 موافقت فرمائی ہو تعریف کرنا فقہاء کا ہی سنت کی ساتھ اس کام کے کہ جبہ انھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 موافقت فرمائی ہو اور مقتضی دلیل کا نہ سنت ہونا اس فعل کا ہے کہ جبہ اپنی موافقت ہو گو اسپر موافقت  
 خلفای راشدین ہو اور میں رکت پر اپنی موافقت نہیں ہی تو مقتضی دلیل یہ سنت ہونا میں رکت کا ہو تو  
 بیان در میان دلیل اور مقتضی دلیل کے تعارض کہاں ہے ان پر مقتضی مخالف ظاہر کلام بعض تابعی ہر سوسو

ظاہر میں اس کے طرف ہی کہ کلام شائع کروا سکتے ہو نفقت مقتضای دلیل کے معترف عن اظہار کیا جاوی تو کچھ  
 مخالفت اولیٰ کلام میں اور مقتضای دلیل میں نہیں ہے جناب قائل کچھ اقتضای انصاف اور دلائل انصاف کو نہیں سمجھتے  
 ہیں نے عمل مطہرات پر حلیتین کو استعمال فرماتے ہیں اقتضای انصاف کو دلائل مطہراتی فرما کے دلائل انصاف  
 دلائل مطہراتی ہونا ظاہر کرتے ہیں اور نیز نہیں کہ ثابت دلائل انصاف سے ہی ثابت دلائل التزامی ہی قولہ  
 مدعی یہ کہ کتابت کو جو ان پر پشت طاعت اولیٰ بآئی ہی وہ ان پر اولیت سے جانتے ہیں جو کہ غریبی سے  
 مراد لینے میں **اقول** یہ اثر ہے کہ ہم نے یہ نہیں لکھا **قولہ** شہادین میں لکھا ہے کہ  
 للتوضی ان نبوی طاعت اولیٰ **اقول** اس عبارت میں دلائل طاعتیہ سے ثابت نہیں ہے بلکہ  
 موافق قدوسی سنگھ اور مسلک قدوسی استنباط ثبوت سے لہذا ان تمام نسخہ قدوسی میں اصلیت سے  
 لکھا ہے لاسیلا اور یہ لکھا دلہا خالف اصفیٰ رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کتابت اولیٰ فی الدیوۃ مستحبہ  
 جامع الرموز میں مسطور ہے فی خزائن ائمة و مشیر القندس والاختیار وغیرہ کا مستند بعد ما مستند ہے  
**قولہ** سند اثباتیہ میں لکھا ہے شائع **اقول** ثبوت میں کثرت کا زمان حضرت عمر سے  
 عمل نزاع نہیں ہے نزاع مراد حضرت علی اور علیہ وسلم میں سند میں کثرت کا زمان حضرت عمر سے  
 پھر نہایت ہی حضرت صلعم سے ثابت نہیں ہے یہ جای کہ مذہبیت حضرت صلعم میں کثرت پر ثابت ہو  
 اور شیخ فارسی مشکوٰۃ اور نایہ المراد میں جو میں کثرت پر ثابت لکھا مسطور ہے سو بنا بروری حدیث ابن عباس  
 کی ہے کہ جبکہ ضعف ادا ہوئے میں مذکور ہو چکا ہے اور قیام لیل ہو یا تراویح کا نہایت المراد سے ہی ثابت  
 ہے اور سنت موکرہ ہونا نفس تراویح کا او میں مسطور ہے نہ میں کثرت تراویح کا اور نہ جمع اور نہ تنہا  
 لکھا اور مسکو جو تراویح کو سنت موکرہ نہ کہے اور دعویٰ جامع صحابہ سنت موکرہ ہونے تراویح پر سند دلیل  
 اور سند ہے قابل اعتبار کے نہیں **قولہ** ص ۱۶۱ ہی ص ۱۶۱ ہے **اقول** اصح کہنا سنت  
 موکرہ ہونے تراویح کا بطور مذہب جمہور خفیہ نہیں بن سکتا ہے اور عمل سنت عبارت متون اور شریع  
 میں مدعی تراویح سنت موکرہ ہونے پر عمل غیہ صحیح برادر قول خصم اگرچہ بقابل بعض خفیہ ہو کثرت موا  
 کے ساتھ اور خفیہ کے اور مطابقت کی ساتھ اصول خفیہ کے قابل اتما ہے اور تواتر کسی فعل کا

در حسب با فرض نهایی در سطح سنت موجودی که لازم است که با فرض کسب سنت موجود

عرب تک میں رکعت پڑھنی نماز تراویح کا حنفی مذہب والوں کا صاحب بحر الرائق و رد المحتار تسلیم کرتا ہے  
**اخ اقول** حنفی مذہب والوں کے عمل کرنے سے میں رکعت پر سنت موکدہ ہونا میں رکعت کا ثابت  
 نہیں ہوتا ہے اور نہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اتر رکعت تین رہتا ہے کیونکہ فعل حنفی مذہب والوں  
 کا معمول استیجاب پر ہو سکتا ہے اور نقل تقضائی دلیل بدون کلام کے نیز صرف تسلیم کے ہے اور حکم  
 کرنا کہ مستحب کا کیا ضرور ہے قولہ سنت یہ تسلیم کرنا پر کیا بان ظاہر کلام بعض متاخرین فقہاء سے  
 یہ مترشح تھا **اخ اقول** یہ تسلیم استثنائی قبل سے واسطے توطیہ مصروف عن الظاہ کرنے کلام ان  
 بعض متاخرین فقہاء کے اور میں رکعت پر نہ مواظبت خلافی رہتین ہے اور نہ مواظبت خلافی رہتین  
 سفید سنت موکدہ ہونے کے اور روایت اسد بن عمرو بن اولیٰ تراویح کا سنت موکدہ ہونا ایسا ہے نہ میں رکعت  
 تراویح کا دوسری وہ روایت اسد بن عمرو قابل اعتبار نہیں ہے جیسا کہ اصل فقہ میں معلوم ہو چکا اور فاضل جان  
 نے میں رکعت کے سنت موکدہ ہونے کے تصحیح نہیں کی ہے قولہ صاحب نے صفحہ ۴۰  
 میں اپنے رسالہ کو لکھا ہے کہ میں رکعت میں عدد سنون جاتا رہتا ہے تو میں رکعت پڑھنے میں اس کے  
 سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو گئے اور صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر الرائق اور خطاوی یہ نہیں لکھتے  
 ہیں بلکہ وہ لکھتے ہیں کہ میں رکعت مستحب ہے **اخ اقول** اس تحریر مولوی عبدالرحمان صاحب سے  
 ظاہر ہوا کہ فتنائے ملامت یہ لکھتا ہے کہ میں رکعت میں عدد سنون اتر رکعت کا جاتا رہتا ہے تو میں  
 رکعت پڑھنے میں اس کے اتر رکعت سنت آنحضرت صلی وسلم کی ہو گئے اتنے نہ میں رکعت کو مستحب کہنا  
 اور اتر رکعت کو سنت موکدہ کہنا تو جو شخص ہو جب لکھنے صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر الرائق اور خطاوی سے  
 کے قصار آیت بھی رکعت پر کرے اور میں رکعت نہ پڑھے تو وہ ملازم کیونکر ہو سکتا ہے کہ مارک مستحب ہے  
 اور مارک مستحب ملازم نہیں ہوتا ہے ہاں اگر میں رکعت کا مستحب جاننا لائق ملامت ہوتا تو یہ شخص بھی ملازم  
 ہوتا لیکن اول یہ ملامت طرف صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر الرائق اور خطاوی کی ایج ہو گئے  
**قولہ** عجیب یا غمی کہ تنبیہ کے اندر مطلق داخل نہیں ہوا اور قبل ضمن کثیر میں نہ آدمی الخ  
**اقول** نزل دخول مطلق میں اندر تنبیہ کے نہیں ہے بلکہ بحث دخول ایک مقیہ میں اندر تنبیہ



دوسرے کی ہے اور یہ لازم نہیں کہ ایک مقید دوسری مقید میں داخل ہو اور دخول قلیل کا نیز میں فرج ترک کر کے  
 کے اعداد و تحت سے ہے اور ترک بعد کو اعداد و تحت سے نزدیک اہل تحقیق کے باطل ہے۔  
 منہ راہد نے حاشیہ قطبیہ میں لکھا ہے ان اعداد و التیرک بن اعداد و التی تحتہ کا تقریفی و صغیر  
 اسنے میز راہد نے منہیہ میں لکھا ہے قال اربطوا کتیب ان سنتہ مثلاً ثلثہ ثلثہ بل ہی مترو  
 واحدہ اسنے لکھا بعض فقہاء نے عامہ کو لغض میں اس علت سے مکر وہ لکھا ہے کہ کوصل کان لغض  
 تنفعوا منہ و التیرک بانی التخصیصینہ دحل الیکم بعم و لوی عبدالرحمان صاحب ضمن شعبہ میں درج موجود ہے اور مکر  
 محدود ماہ الف ثانی اپنے مکتب میں لکھتے ہیں بعض نے ازہر عتہ کہ علما و شایخ از احسنہ و شہ ازہر جن  
 نیک ملاحظہ نمودہ و یاد معام میو کہ رافع سنت ازہر مثلاً و کفیر میت تمامہ راجع است حشہ گفتہ اند بالکہ ہمیں  
 بر حجت رافع سنت است چہ زیادت بر بعد و مسنون کہ سہ ثوب باشند غ است و نسخ عین رافع اسنے اگر علما  
 اتیان کثرت سے اتقانی اتیان قلیل لازم نہ آتا تو رد کرنا پڑے جہتیں کعت کا اس دلیل سے کہ فصل  
 البنی صدم و اصحاب الفیاء من فصل اہل المذنبہ کما فی اسراج الولوج ہرگز درست نہ آتا۔ قولہ  
 مکہ جن اکابر دین نے کہ کچھ تراویح پڑھے ہیں الخ **اقول** اگر ان اکابر دین سے ادا ہے  
 آتہ رکعت سنت آنحضرت معلوم بہ سبب اسے میں کعت کے کہ آنحضرت ابوسکایہ قول یافتہ۔  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو معلوم ہوگا اور تخریر بیان میں اور آتہ رکعت کے اس سے معلوم ہو چوگی  
 جاتا رہے تو کیا قیامت رہے قولہ مکہ رضی میں کعت نماز تراویح کو احداث عمری کہتی ہیں  
 الی قولہ رضی کے کیا سنگ ہوتے ہیں اے حضرت آپ نور رضی سے ہی بڑھ گئے **اقول**  
 رو فیض مطلق تراویح کو اور او کی جماعت کو احداثہ عمری کہتے ہیں اور ہم نفس تراویح کو سنت آنحضرت  
 بوجوب ارشاد آپ کے اور آتہ رکعت کو طلقیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجوب فعل آپ کے اور میں کعت  
 کو سنت خلفای راشدین بوجوب امر فرمانے انکے کے ساتھ اقامت میں کعت کے اور میں کعت کو  
 ساتھ جماعت کے پڑھنے کو موجب ثواب جانتے ہیں میں جو شخص بحالت ثبات عقل اور ہوش کے  
 درمیان مذہب رو فیض اور درمیان ہمارے قول کے باوجود اس فرق جلے کے فرق نہیں سمجھنا جو

تو کیا بعد بنیگ کھانی کے فرق سمجھ کا قول **مسئلہ** آپ یہ نفوائی الخ **اقول** میں سنت کے سنت  
 خلفا و موکر کا اسطور پر کہ خلف نے اس کے پڑھنے کا اثر نہ پایا ہے ہماری طرف سے انکار نہیں ہے گفتگو  
 صرف فعل اور موطبت خلفین کی گئی ہے **قولہ** مسئلہ آپ یہ نفوائی آپ نے تو اپنے رسالہ موکر  
 پر قیام رمضان کو مہینہ نماز فرض حضرت شہید ہے الخ **اقول** قیام رمضان کی نماز تجد ہونے سے  
 کیا وارد ہونا عاریت کا اور اس کے فضل میں منوع ہو جاتا ہے اور فرضیت تجد کو حضرت عہد سلک ہجرت  
 بیان کیا گیا ہے **قولہ** مسئلہ اس کا جواب کہی حکم کیا گیا ہے اس کو روکیے جس کے غیر واحد الخ جامع ہوتا ہے الخ  
**اقول** اگر مزاج اجراء منہ نفس تراویح نہ ہیں کہ کثرت تراویح پر صحت ابراہیم سنت سے سنت غیر موکر ہے  
 او اجماع سے جماع اہل مذاہب تو ہمیں کماؤ زراع نہیں ہے کلام اجماع صحابہ وغیرہ میں ہے میں کہتے کے  
 سنت موکر ہونے پر جماع صحابہ اگر سپر ہوتا تو کتب احادیث اور آثار میں اس کے روایت پائی جاتی کہ سنت  
 احادیث اور آثار میں اس کا نشان نہیں ہے **قولہ** مسئلہ جمل اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ کثرت روایات کا  
 اعتبار دیکرین اور مقتضای دلیل کہ جسے کسی نے فتویٰ نہیں دیا اور ہی **اقول** اگر شخص کسی اہل علم و  
 پرہیزگار تہرج فتویٰ دلیل کو ہے یا کثرت روایات کو تو اس کو اپنا جمل کھانا اور جمل کب سے تمہیل اور وہاں  
 نکھوتا جو روایات خفیہ کہ مخالف مقتضای دلیل ہوں کہ شبہ است کے قابل قبول نہیں ہو سکتے ہیں اور جبکہ  
 تہرج مقتضای دلیل معلوم ہے تو موافق مقتضای دلیل بیان کرنا کسی فعل کو فتویٰ دینا اور یہ نہیں ہے اور اگر  
**قولہ** مسئلہ اور نما حضرت عمر کا نسبت میں کہتے تراویح کے تسلیم کرنا ہے الخ **اقول** تسلیم  
 اور حضرت عمر میں کثرت کے مانند حضرت عمرؓ کہتے کے کیا مفید ہے اور قول ترج علی الفعل تخص  
 بیکار کہ دونوں طرف قول موجود ہے **قولہ** مسئلہ اس قول کو صاحب رد المحتار کے الخ **اقول**  
 قول اول میں بیان جواز اور استحباب میں کثرت تراویح میں نہ بیان سنت موکر ہونے میں کثرت کا اور  
 دوسری قول میں بیان ہے سنت موکر ہونے تراویح میں کثرت تراویح کا اور اشارہ طرف اسکے کہ سنت  
 موکر ہونا تراویح کا مجمع علیہ نہیں ہے **قولہ** مسئلہ میں یہ تعریف اوی سنت اور شب کو شامل ہے کہ جو  
 فعل حضرت سے ہے الخ **اقول** جمہور مقتضای خفیہ سنت فعل حضرت ہی کو کہتے ہیں کہ جس پر

## جواب قواچی منقی السحاب

از نقاوه و دو دان ترضوی جناب مولانا سید اداو علی صاحب ظلہ العالی  
 قوله و تعیین است که تراجیح هر چه حضرت مولانا شاه عبدالعزیز رحمہ اللہ عنایتہ تحریر فرمودہ اند بعینہ منقول میشود  
 اقول هر چند نقل من حیث ہو نقل بود و منع نشد باشد لیکن چون ناقل منقول را متقدمه دلیل دعوی خود  
 گردانیده باشد موافق شدن تواند و خلاف جناب منقی صاحب نیز در این مراعاه عدد است که در  
 تراجیح استدلال بدین منقول کرده اند لهذا اتفاق کلام در آن خواهد افتاد و قوله وان است در باب تراجیح چنانچه  
 این حدیث صحیح وارد شده اما آن یزیدی رمضان و لانی غیره علی احدی عشره و کتبه همچنان این احادیث هسم  
 صحیح وارد شده اند که قالت عائشہ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی علیہ وسلم یجتهد فی رمضان الا یجتهد فی غیره  
 رواه مسلم و عنہما رضی اللہ عنہما کان اذا دخل العشر الاواخر من رمضان احب الیلہ و سئل عن الیلہ و جہودہ البیہر  
 رواه النجاشی و مسلم و ابوداؤد و الترمذی و ابن النعمان بن بشیر قال قنا مع رسول اللہ صلی علیہ وسلم فی شهر رمضان لیلہ  
 ثلث و عشرين الی ثلث اللیل الاول ثم قنا مع الی ثلث عشر الی نصف اللیل ثم قنا مع الی سبع و عشرين حتی طلعت  
 ان لا نذكر الصلح ای السجود پس هر چه تطبیق در میان این روایات که صحیح و آلات بر زیادت کی کیفی ناز حضرت صلعم  
 و رمضان بخیر آن میکند و در آن روایت که نفی زیادت میکند همین است که آن روایت محمول بر ناز تجر است که در  
 رمضان و غیر رمضان یکسان بود و غالباً بعد از آنکه است که در ای نهج است  
 ابو سلمه است و کتبه این روایت میگوید که قالت عائشہ نقلت یا رسول اللہ تمام قبل من تو تر قال یا عائشہ ان عینی  
 تمان و لانیام فلیس کذا رواه البخاری و مسلم و طاهر است که نوم قبل از تو تر ناز تجر تصور میشود و نه غیر آن روایات  
 زیادت محمول بر ناز تراجیح است که در عرف الوقت بهیام رمضان سبی بود اقول دلالت روایات مذکور ان بعد از  
 نفس زیادت عبادت حضرت و رمضان بخیر آن مسلم است و اما دلالتش بر زیادت کی کیفی ناز حضرت و رمضان  
 بخیر آن پس ممنوع است حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا که کان یزیدی فی رمضان و لانی غیره علی احدی عشره و کتبه  
 نفی زیادت کی ناز آن حضرت مطلقاً حدیث جابر رضی اللہ عنہ و کلام هم فی رمضان و صلی قال کات و لانی غیره شرط

در این حدیث صحیح وارد شده اما آن یزیدی رمضان و لانی غیره علی احدی عشره و کتبه همچنان این احادیث هسم صحیح وارد شده اند که قالت عائشہ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی علیہ وسلم یجتهد فی رمضان الا یجتهد فی غیره رواه مسلم و عنہما رضی اللہ عنہما کان اذا دخل العشر الاواخر من رمضان احب الیلہ و سئل عن الیلہ و جہودہ البیہر رواه النجاشی و مسلم و ابوداؤد و الترمذی و ابن النعمان بن بشیر قال قنا مع رسول اللہ صلی علیہ وسلم فی شهر رمضان لیلہ ثلث و عشرين الی ثلث اللیل الاول ثم قنا مع الی ثلث عشر الی نصف اللیل ثم قنا مع الی سبع و عشرين حتی طلعت ان لا نذكر الصلح ای السجود پس هر چه تطبیق در میان این روایات که صحیح و آلات بر زیادت کی کیفی ناز حضرت صلعم و رمضان بخیر آن میکند و در آن روایت که نفی زیادت میکند همین است که آن روایت محمول بر ناز تجر است که در رمضان و غیر رمضان یکسان بود و غالباً بعد از آنکه است که در ای نهج است ابو سلمه است و کتبه این روایت میگوید که قالت عائشہ نقلت یا رسول اللہ تمام قبل من تو تر قال یا عائشہ ان عینی تمان و لانیام فلیس کذا رواه البخاری و مسلم و طاهر است که نوم قبل از تو تر ناز تجر تصور میشود و نه غیر آن روایات زیادت محمول بر ناز تراجیح است که در عرف الوقت بهیام رمضان سبی بود اقول دلالت روایات مذکور ان بعد از نفس زیادت عبادت حضرت و رمضان بخیر آن مسلم است و اما دلالتش بر زیادت کی کیفی ناز حضرت و رمضان بخیر آن پس ممنوع است حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا که کان یزیدی فی رمضان و لانی غیره علی احدی عشره و کتبه نفی زیادت کی ناز آن حضرت مطلقاً حدیث جابر رضی اللہ عنہ و کلام هم فی رمضان و صلی قال کات و لانی غیره شرط

واحب القبول نہیں کہ قصص اوسوقت میں کہ خطا اوس صحیح کی اوس صحیح میں ظاہر ہو جائی اور دریا اور غار الرواہ  
 اور ترجیح دیگر جمعین معارض اوسکے ہو جیسا کہ انحن فیدہ میں ہے شرح منیہ حلبی میں مسطور ہے کہ لایہ بنی  
 ان یعمل عن الدرایۃ او اوافقتا روایۃ اسے قولہ مسئلہ تصحیح قاضی خان وغیرہ کو ترک کر کے میں کت  
 کو سنت موکہد نہیں ٹھہراتا ہے بخلاف جمہور فقہاء کے منکر جماع صحابہ میں اقول ترجیح ابن ہمام وغیرہ  
 کو ترک کر کے میں کت کو سنت موکہد نہیں ٹھہراتا ہے اور قاضی خان نے تو میں کت کے سنت موکہد  
 پر اس کے تصحیح نہیں کی ہے بلکہ سنت موکہد ہونا تراویح کا لکھ دیا ہے اور بعد و تحسین تراویح کا جو خفیہ  
 اور شافعیہ کے نزدیک ہے میں کت کو لکھ دیا ہے اور یہ کہ ضرور نہیں ہے کہ جو قاضی خان نے  
 لکھا ہو وہ سب قابل اعتماد ہو دیکھو اس قاری ہاشمی خان میں پیشاب اور خون سے وزن لکھا اور اس  
 صورت میں کہ اوس میں شفا ہو جائے لکھا ہے اور خط میں یہ روک گیا ہے اور جمعی خلاف جمہور فقہاء اہل حق  
 اور کات اجماع صحابہ میں کت تراویح کے سنت موکہد ہوئے پر اسے قولہ مسئلہ خاتمہ لکھا  
 میں جواب اوسکا بھی مجاس البرار سے منہا و تبرک لکھا جاتا ہے بلکہ اقول عبارت خالص الامبار  
 کچھ مفیدہ عامی اس قائل کے نہیں ہے اور میں سنت موکہد ہونا تراویح کا نہیں کت تراویح کا اور امر  
 فرمانا حضرت عمر کا لوگوں کو واسطے چھندہ کے اور ابی بن کعب اور تیم داسی کو واسطے امامت کی اور  
 امامت کنز الابی بن کعب اور تیم داری کا ساتھ جماعت تراویح کے بیان تصحیح عدد رکعات کے دربر حضرت  
 عثمان اور حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ وغیرہم ہما جین اور انصار کے  
 اور موافقت کرنا اور یکساں حضرت عمر کے اور رو اور انکار کرنا اور انکار حضرت عمر پر اور موافقت کرنا انکار تراویح  
 باجماعت بڑے عجیب کت پر مرقوم ہے اور یہی شہرہ رکعتہ آخر میں بیان ہو رہے حضرت عمر کا نہیں ہے  
 اور جمعی کے کلام میں صلاۃ عمر سے اور فرمانا حضرت عمر کا مراد ہے ۔

بمقتضای دلیل محمول بر سنت غیر مکرر باشد حمل صاحب بر مکرر بنا بر ظاهر کلام است خود صاحب بحر قول این کلام  
که شعر بر سنت مکرر نبوده است رکعت است نقل فرموده و هیچ کلام نکرده پس این سکوتش در معرض بیان بیان  
از صاحب بجا است نسبت مکرر را بدون است رکعت در تراویح **قول** مولانا شاه عبدالعزیز می فرماید در روایات صحیح فرموده  
تیسین عدد و نیاورد لیکن از الفاظ مذکوره در احادیث مثل کان رسول الله صلی الله علیه و سلم یجهد فی رمضان الا که بتدنی  
غیر در امام مسلم معلوم میشود که عددش بسیار بود و در مصنف ابن ابی شیبہ بر او ایضا ابن عباس وارد شده که کان رسول الله  
صلی الله علیه و سلم یجهد فی رمضان فی غیر جمعة عشرين رکعة والوتر اما بقی این روایت را تضعیف نموده به ضعف  
بخدا می یگر حال آنکه او معتقد است ضعف مذکور که روایت او مطروح ساخته شود آری اگر معارض آن حدیث صحیح بخاری  
الغلبه ساقط می شد و آنچه مردی شده با کان یزید فی رمضان و لانی غیره علی احادیثی عشره رکعة مراد از آن که تراویح است  
که در رمضان و غیره برابر بود و آنرا اصوله دلیل می گفتند انتهى **اقول** از الفاظ مذکوره در احادیث معلوم نمی شود  
که عددش بسیار بود زیرا که روایات اجتماع در رمضان بطویل رکعات ممکن است و آنچه حرج و تعدیل اتفاق کرده و اند  
بر ضعف جدالی بکبر ابن ابی شیبہ شعبه کذب وی کرده صالح بن محمد بغدادی گفته تضعیف لایکتاب حدیثی است که می گفته که  
وی شروک حدیث است بخاری و حق می گفته که سواد اعنه و هلاک این الفاظ را و کند که حدیث ویرانتر و کرده باشند  
و ترمذی گفته که سواد حدیث و انحدث را این حدی در کمال داری در متوسط ترمذی و ترمذی بکمال و ترمذی در زیر  
الا عدل از من که را می شیبه شمرده اند پس مطروح ضاعتن حدیث ابی شیبہ با نقد ضعف و فهم نمی آید و مراد باین  
از کان یزید فی رمضان حدیث تراویح رافع تعارض شدن نتواند زیرا که تراویح آن حضرت همان تراویح بود **قول**  
و ابن همام مخالفت قوم بقیاس خود کرده و لذا لایسغ فی هذا الباب **اقول** مخالفت ابن همام بنظر کلام  
قوم بجهت مخالفت ظاهر کلام ایشان بمقتضای دلیل است و اعتبره بقوة المدک پس عدم سماع نمی افشش حکم است  
و پس **قول** پس معلوم شد که مصداق تراویح نزد خفیه و در سنت و غیره با آن است رکعت خواهد بود **اقول**  
حصه مصداق تراویح مطلقا نزد خفیه و است رکعت صریح ابطال آن است زیرا که سابق گذشت که از آنکه است در تراویح  
و در قول منقول است به پیش حضور و سنت و است رکعت با است بلکه مورد سنت مکرر نه تراویح است رکعت است  
نزد کسی که قابل بر نسخ فرضیت تجدد آن حضرت بوده و اند و مورد سنت غیر مکرر یعنی مستحب است رکعت است و تمام شد

راجب القبول نہیں بل مخصوص اس وقت میں کہ خطا اس مصحح کی اس تصحیح میں ظاہر ہو جاتی اور زیادہ ظاہر الروایۃ  
 اور ترجیح دیکر بحسن معارض اس کے ہوجیسا کہ انھن فیہ میں ہے شرح منیہ حلبی میں موطا پر لایا جی  
 ان یعمل عن الدرایۃ او ابو یوسف رواۃ اتھے قولہ موطا تصحیح فاضل خان وغیرہم کو ترک کر کے میں کت  
 کو سنت موکدہ نہیں ٹھیراتا ہے بخلاف جہور فقہاء کے منکر جماع صحابہ میں اقوال ترجیح ابن ہمام وغیرہ  
 کو ترک کر کے میں کت کو سنت موکدہ ٹھیراتا ہے اور فاضل خان نے تو میں کت کے سنت موکدہ  
 پر مٹنے کے تصحیح نہیں کی ہے بلکہ سنت موکدہ ہونا تراویح کا لکھ دیا ہے اور بعد و تحب تراویح کا جو فضیہ  
 اور شافعیہ کے نزدیک ہے میں کت کو لکھ دیا ہے اور یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ جو فاضل خان نے  
 لکھا ہو وہ سب قابل اعتماد ہو دیکھو اس فتاویٰ ہاشمی خان میں پیشاب اور خون سے قرآن لکھنا اور اس  
 صورت میں کہ او میں شفا ہو جائز لکھا ہے اور سید میں یہ رو کیا گیا ہے اور عوی خلاف جہور فقہاء اہل حق  
 اور حکایت جماع صحابہ میں کت تراویح کے سنت موکدہ ہونے پر افراسے قولہ سے خاتمہ الکتاب  
 میں جواب اس کا بھی محاسن الابار سے ثبوتاً و تبرکاً لکھا جاتا ہے اقول عبارت محاسن الابار  
 کچھ مفیدہ عامی اس قابل کے نہیں ہے او میں سنت موکدہ ہونا تراویح کا نہ میں کت تراویح کا اور  
 فرمان حضرت عمر کا لوگوں کو واسطے چھند کے اور ابی بن کعب اور قسیم داسی کو واسطے امامت کی اور  
 امامت کربابی بن کعب اور قسیم داری کا ساتھ جماعت تراویح کے بیان تصحیح عدد رکعات کے رد پر حضرت  
 عثمان اور حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور طلحہ اور زبیر اور سعاد وغیرہم مہاجرین اور انصار کے  
 اور موافقت کرنا انکا ساتھ حضرت عمر کے اور رواد انکار کرنا انکا حضرت عمر پر اور موافقت کرنا انکا تراویح  
 جماعت پر نہ میں کت پر قوم سب اور وہی عشرون رکعتہ آخر میں بیان ہو رہے حضرت عمر کا نہیں ہے  
 اور جمعی کے کلام میں صلاۃ عمر سے اور فرمان حضرت عمر کا مراد ہے۔

حدیث صحیحہ حلبی تراویح میں قرآن کی فضیلت کا بیان

## جواب فتاویٰ مفتی سعید صاحب

از نقاد و دو دان مرتضوی جناب مولانا سید اماد علی صاحب ظلہ العالی  
 قولہ در تعین بست رکعت تراویح ہر چہ حضرت مولانا شاہ عبدالغفر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمودہ اند بعینہ منقول میشود  
 اقوال ہر چند نقل من حیث ہو نقل و متنوع گشتہ باشد لیکن چون نقل منقول را مقدمہ دلیل دعویٰ نمود  
 گردانیدہ باشد مودش شدن تو از دو خادم جناب مفتی صاحب بنسب و روی بودن مراعات عدولست رکعت در  
 تراویح استدلال بدین منقول کردہ اند لهذا اتفاق کلام در ان خواہ افتاد قولہ وان است در باب تراویح چنانچہ  
 اس حدیث صحیح وارد شدہ امکان نیز بدینی رمضان و لانی غیرہ علی احدی عشرہ رکعتہ همچنان این احادیث ہسم  
 صحیح وارد شدہ اند کہ قالت عائشہ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی علیہ وسلم یجتہد فی رمضان الا یجتہد فی غیرہ  
 رواہ مسلم و عنہما رضی اللہ عنہما کان اذا دخل العشر الاخر من رمضان احیی لیلہ و متبعہ ظالمہ و جہود شد البیڑ  
 رواہ البخاری و مسلم و ابوداؤد و النسائی و عن النعمان بن بشیر قال قنا مع رسول اللہ صلی علیہ وسلم فی شہر رمضان لیلۃ  
 ثلث و عشرین الی ثلث الیل الاول ثم قنا مع امیۃ من عشرین الی نصف الیل ثم قنا مع لیلۃ سبع و عشرين حتی طلعت  
 ان الامر رک الطلح الی السورہ سبع و تطبیق و میان این روایات کہ صحیح و آلات بر زیادت کی و کیفی نماز حضرت صلعم  
 و رمضان بخیر آن میکنند و در ان روایت کہ نفی زیادت میکنند ہمین است کہ ان روایت محمول بر نماز تہجرت کہ در  
 رمضان و غیر رمضان یکسان بود و غالباً بعد و یا زودہ رکعت مع التور میر سید دلیل برین حمل است کہ راوی نہایت  
 اہولست و زعمہ این روایت میگوید کہ قالت عائشہ نقلت یا رسول اللہ تمام قبل ان توتر قال یا عائشہ ان عینی  
 تسان و لایام قلمی کہ رواہ البخاری و مسلم و ظاہر است کہ نوم قبل از وتر و نماز تہجد تصور میشود و نہ دیگر آن روایات  
 زیادت محمول بر نماز تراویح است کہ در عرف الوقت بقیام رمضان سہمی بود اقوال دلالت روایات مذکورہ اند بر  
 نفس زیادت عبادت حضرت و رمضان بخیر آن مسلم است و اما دلالتش بر زیادت کی و کیفی نماز حضرت و رمضان  
 بخیر آن پس منوع است حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کہ کان یزید فی رمضان و لانی غیرہ علی احدی عشرہ رکعتہ  
 نفی زیادت کی نماز حضرت مطلقاً و حدیث جابر رضی اللہ عنہ و ظہر فی رمضان و صلی فان کانت و یزید ثم یظہر

من القابله فلم يخرج اليهم فاتوه فقال خشيت ان ياتب عليكم رواه ابن جبران وغيره فتميزت كني نماز ان حضرت در  
شبهای رمضان که جماعت گذارده می نماید در مضیقت تطبیق و میان حدیث عائشه و حدیث جابر و در میان روایتیکه  
بر نفس یات نماز ان حضرت در رمضان بر غیر آن دلالت کرده باشد بکل زیادت و این روایت بزیادت کفایت می رسد  
و تطبیق مولانا فرج ثبوت تقاریر در بیان نماز تجمیع نماز تراویح ان حضرت صلی الله علیه و سلم است و از حدیث و آثار  
تقاریر میان نماز تجمیع نماز تراویح ان حضرت ثابت نمیشود بلکه مستفاد از آن چیست که تراویح حضرت رسالت علیه صلوة  
و تحمیه همان نماز تجمیع بود که آنرا به توسعه در وقت سب شب شبی تا گذشتن نعلت شب و شبی تا گذشتن نصف شب و  
شبى تا آخر شب جماعت گذارده حدیث نعمان بن بشیر که مندرج قول مولانا است مفید معات و حدیث ابی ذر قال  
سمع رسول الله صلی الله علیه و سلم یقیم بنا فی شهر رمضان شهر حرمی یقی سبع مقام باحی و سب ثلث لیل فلما كانت السابعة لم ی  
قیم بنا فلما كانت الثامنة قام باحی و سب ثلث لیل فقلت یا رسول الله لعلک قیام بیده الی لیلته فقال ان الرجل  
صلی مع الامام حرمی ینصرف سب لقیام الی لیلته فلما كانت السابعة لم یقیم بنا حرمی یقی ثلث لیل فلما كانت الثامنة جمیع  
الیده و ساره و ان من مقام باحی خشیان ان یوتنا الفلاح فقلت و ما الفلاح قال السجود و الیه و الودود و التذلل فی غیر شهر  
شاهد آنست و حدیث عبد الله بن ابی قال سمعت ابی القول ان انصرف فی رمضان فستعمل الحمد بالمطعم فقامه لغيره  
رواه الکمال مویان و قول الله حدیث نامه خطابى و ابن جودى و ابن حجر عسقلانی و غیرهم نیز شریعین معنی است ابن  
حجر عسقلانی در فتح الباری بنیل شرح فلما صح قال قدر ایت الذی ضعفتم و لم یبینی من اخرج الیکم الای خشیت  
ان یفرض علیکم و ذلك فی رمضان نوشته قد استشكل الخطابی بیده خشیته مع ثابت فی حدیث الاسرار انه قال هی  
خمس من خمسین لللیل القول لمدی فاذا امن من التبدیل لم یخف من الزیاده و اجاب غلظ الخطابی بانفسه  
بان صلوة اللیل كانت واجبه علی النبی صلی الله علیه و سلم و افعاله الشرعیه تجب علی المائمه للاقته اربابا طریق  
انست یفرض جدیداً علی خمس و این ازین جوابی دیگر از خطابى نقل کرده نوشته و قد تمیزت باین جوابین عن خطابى  
ابن الجوزی و جماعه و هو مبنی علی ان قیام اللیل کان واجباً علیه و علی وجوب الایته ارباباً لعلهم یزاع  
و بعد ازین نوشته و قد فتح الباری ثلثه اجوبه اخرى احدان یكون خوف قسطنطنیه قیام اللیل معنی جعل التجمیع فی المسجده  
جماعه شرطاً فی صحتها لعل باللیل و در جواب دیگر رقم کرده و نکاشت و اقوی بیده الاجوبه الثلثه فی نظری الاول پس



پس زینبہ انچه از فتح الباری پیرایه نقل پوشیده و ظاهر است که نزد خطابی و ابن الجوزی و ابن حجر و سیدیه هر یون نماز  
 تراویح آنحضرت علیه الصلوٰۃ و التیمم نماز تجمیع مسلم است و شیخ عبدالحق دیلمی در زینبہ مشکوٰۃ نوشته و صحیح است  
 که انچه آنحضرت گذارد و همان نماز تجمیع می بود که یازده رکعت است آتی و در شیخ سرالمنان فی تائید مدرسین النعمان نوشته  
 و قد علم من به الامام و من ان رسول الله لم یقم فی رمضان الا لیالی ثلثه و باعذر عن الموطأ علی اصل تحشیه ان  
 یفرض ثم الصحیح انما كانت صلوٰۃ التیمی كانت یعدیها باللیل و لی حدیث عشره رکعت کما مر فی اول باب صلوٰۃ اللیل من  
 صحیح ابی سلمه و نه سال عائشه کیف كانت صلوٰۃ رسول الله فی رمضان قالت ما کان یرید فی رمضان ولا فی غیره علی  
 حدیث عشره رکعت انتہی بع موسوم بقیام رمضان و عرف الوقت قیام لیل و شبهای رمضان باشد قوله آمد  
 بر آنکه قیام رمضان چندی رکعت او سیصد و نود و روایات صحیح مرفوعه تعیین نمودند و لیکن از الفاظ مذکور و در حدیث  
 آنحضرت علی السلام معلوم میشود که عددش بسیار بود و در رمضان ابی شیبہ و من یقوی بروایت ابن  
 عباس رضی الله عنه و او در حدیث که کان رسول الله صلی فی رمضان فی غیر بایسته بعشرین رکعت و الاثر ما یقوی این  
 روایت که تصحیف نموده بحدیث که راوی انچه حدیث خطابی بکبر بن ابی شیبہ است که او شیبہ است حال کما او شیبہ به  
 و بکبر بن ابی شیبہ الله ضعف دارد و که روایت او طروح ساخته شود آری اگر معاض او حدیث صحیح بود و البته  
 سابق میگشت و قد سبق ان ما یقوی معارضه لایعنی حدیث ابی سلمه عن عائشه انتقد م ذکر لم یس معارضه با حقیقه  
 فیه فی سالمه کیف و قد اید فیصل الصحابه رضی الله عنهم کما رواه البیهقی فی سننه باسناد صحیح عن السائب بن زید رضی الله  
 عنه قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعت و روی مالک فی الموطأ  
 عن زید بن ومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر رضی الله عنه ثلث و عشرين فی روایت باحدی عشره -  
**اقول** - از الفاظ مذکور و حدیث و بسیاری عدد معلوم نمیشود چنانکه سابق گفته شد و یضعف ابی شیبہ  
 اتفاق ائمہ حرج و تعدیل است تا آنکه بعضی نقادین جال بر ترک احادیث و منکر الحدیث و کاذب بودن اوضاع نموده اند  
 فی تمذیب الکمال و قد ضعفه احمد و ابن معین و ابن خاری و النسائی و ابو حاتم الرازی و ابن المذنبی و ابو داود و الترمذی  
 و الاحمس و ابن اعلی و قال الترمذی فیه منکر الحدیث و قال الجرجانی ساقط و قال ابو علی المثنی پوری لم یلقوا  
 و قال صالح بن محمد البغدادی ضعیف لا ینبغی حدیثه و قال معاذ الغضبری کتبت الی شعبه اسال عنه اروی عنه قال

لا روعه فانه رجل ندوم دور **میران** لا تعذر الی است کذب شیعہ وقال المناوی متروک الحدیث ومن نکاحه  
 ابی شیبہ راوی حدیثا منصوصا بن ابی مزاحم حدیثا ابو شیبہ عن حکم عن مقسم عن ابن عباس کان رسول الله  
 صلعم یصلی فی شهر رمضان فی غیر جماعه بعشرین کف و الوتر و تاثیر این مقدار ضعف و اصول مقرست چنانکه برابر  
 پوشیده نیست پس ضعف نزد شریک ابی شیبہ آنقدر که روایت او را مطروح ساخته شود و نعم امر نمی آید باین  
 حال جلال خود بطرح روایت خود تصحیح کرده اند و رفع تعارض میان حدیث ابن عباس که بطریق ابی شیبہ  
 مروی است و در بیان حدیث عائشه از تطبیق سابق موقوف صحت تطبیق مذکور است و آن عمل تقرست چنانکه  
 گذشت و عمل صحابه بخیر می سلزم بود و فعل آنحضرت صلی الله علیه و سلم نسبت تا که باید حدیث ابی شیبہ فعل  
 صحابه تصور گردد **قوله** و بقی درین هر دو روایت جمع نموده است باین طریق که اول صحابه کرام عدد و یازده را  
 که عدد مشهور تجار آنحضرت بود و درین ما زعم اختیار فرموده بودند للعلمه اکثر که شیعہ باین کلام متعاضد الیل و چون  
 نزدشان ثابت شد که آنحضرت صلی الله علیه و سلم درین ماه درین قیام زیادت از آن عدد میفرمودند و بعشرین  
 میرسانیدند من بعد عدد سب و سه را اختیار کردند درین عدد جماع شد و بعد از تحقیق جماع مراعاة این عددیم  
 از ضروریات گشت و حق قرون متاخره انتی **اقول** جمع بین الروایتین باین وجه بود و باین  
 احوال خود ظاهر است حاجت هیچ تکلف درین جمع نیست ملاحظه این حدیث و فیه الباری نوشته و جمع بین هذه الروایات  
 ممکن با اختلاف الاجال و تحمل ان ذلك الاختلاف بحسب تطویل القراءة و تخفیفها حیث تطول القراءة و تطول الکلام  
 و بالعکس و به جزم الدلای و غیره پس مراود بقی را باین طریق جمع بین الروایتین نوشته اگر ان باشد که در اول  
 جواز است رکعت معلوم نبود و جز یازده رکعت رائج نبود و در آخر جماع صحابه بر جواز است رکعت قرار یافت و  
 رواج آن نیز شد از ضروریات گشتن مراعات این عدد و حق قرون متاخره و بعد از تحقیق این جماع چگونه لازم  
 آید زیرا که غایه از ثبوت اجماع بر جواز است رکعت لازم می آید و جوب عقدا و جواز است رکعت و خواندن است  
 رکعت بر سبیل جوازیه بطریق دیگر است قال الانسوی فی شرح المنهاج ان اتباعهم فی المباح ایضا واجب  
 و معنی وجوب هو اقلنا که وجوب اتباع النبی صلی الله علیه و سلم فی المباح هو اعتقاد و باحتیاط و ان فعله علی وجهه باطله لا کفر  
 و جیه اخری و الا ان باشد که در اول یازده رکعت جائز نبود پس از آن جوازش منسوخ گردیده و بر وجوب است رکعت

اجماع شد پس محققش فرع ثبوت نسخ و ثبوت اجماع بر وجوب است و آن بقول ثابت نیست اگر این نسخ در این صحت  
 میرسد تجویز تخمیر در میان یازده رکعت و سب است و سه رکعت از امام احمد چنانکه در مسوی است و اکثر ائمه بر این  
 شانزده رکعت از ابی حنیفه چنانکه محمد بن نصر مروزی و عیاض السمری روایت کرده و اختیار نیز در رکعت از محمد بن اسحق  
 اختیار یازده رکعت برای خود لازم المالک چنانکه عینی در شرح صحیح العیاضی آورده و گفته اند که در این یازده رکعت از بعضی  
 در عهد عمر بن عبدالعزیز چنانکه روایت با سبسته مسطور است چگونه واقع گردد و علی بن احمد و کوفی ازین نسخ و  
 اربع فصل را در موطا آورده و در قول هبثی که باین تفصیل که مندرج است و در کتابهای که نقلش دیده شد  
 یافته میشود و یحیی بن العرقی در شرح تفریب نوشته عن السائب بن یزید قال کانوا یقولون فی منین غمیرت  
 و عشرین و فی روایتی با صدی عشره جمیع السبعی بنیما بانهم کانوا یقولون با صدی عشره ثم قاموا یعبرین ثم اوزوا  
 ثلث استختم و فی فتح القدیر قال السبعی و الثلث هو التور و لایا فیه الروایة السابقة فانه وقع و لایم تهتق  
 الامر علی عشرین استختم فقط

## جواب فتوی جناب مفتی محمد یوسف صاحب مدرستہ جوہریہ

### از امام العصر مولانا سید اعلیٰ حسام الدین علی

قولہ اگر کسی از پیروان امام اعظم ایاں لفظ سنت را درین باب بگوید افسوس نماید بر او ازان نیز مکرر باشد  
 اقول مراد ازین باب اگر نفس تراویح قطع نظر از عددی معین از تعداد است نه سب است پس مراد بودن  
 مکرر ازان در کلام سیکه بنسخ قضیت تجویز حق حضرت رسالت علیه الصلوٰۃ و التحیة قائل گردید مسلم است  
 و اما در کلام سیکه قائل نسخ نیست ممنوع زیرا که نماز تراویح آنحضرت نماز تجمید بود چنانچه شیخ علی بن حنفی و ابوی در تجویز  
 مشکوٰۃ توضیح است که آنچه آنحضرت گذارد همان نماز تجمیدی بود و یازده رکعت است استختم و همچنین اگر کلام خطابی  
 و ابن جوزی و ابن حجر عسقلانی ظاهر است پس حکمش حکم تبعد باشد و اگر سب است ازان مکرر ازان حمل  
 کلام بخلاف مقتضای اسیلیست زیرا که فقہاء و تعریف سنت مکرر را طلبت آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم را افکار این

و بستی که است از فعل انحضرت ثابت است چه جایگاه بران موقوف است، انحضرت علیه الصلوة و التحیة ثابت است اگر دو قول  
 اعمد رکعات ان پیش از خود خفیة غیر از بستی نبوت نیست **اقول** مراد از ثبوت نرسیدن غیر از بستی ان ثبوت  
 نرسیدن غیر از بستی از اصحاب مذهب است پس ان ثبوت نرسیدن غیر از بستی سنت و کلام بودن بستی که است لازم نمی آید  
 زیرا که ما نقل است که صحابی نرسیده است بر کبک است و اما بعد از آن اعتبار فرموده اند بر اصحاب مذهب اگر دو سلف معذور  
 باشند بستی که است برین تقدیر از او هیچ کس نیست باشد و اما چه اسلف مستحب است نه سنت و کلام و اگر ثبوت نرسیدن  
 غیر بستی مطلقا است پس برین قول تحمل خفیه است زیرا که در حدیث و قول منقول است چنانچه عینی در شرح  
 صحیح النجاشی بقتضای آن روایت دارد انحضرت و صحابیه کرام و تابعین عظام صد هشتاد و یک کعبه و باور زیاده رکعت باشند  
 صحیح ثابت است فی الصحیحین غیر تا عن ابی سلمة نه سال عاشره رضی الله عنهما کیف کان صلوة رسول الله فی  
 رمضان قالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احد عشر رکعة و فی صحیح ابن حبان عن جابر رضی الله عنه  
 قال انما فعلی الله علیه وسلم فام بهم فی رمضان فغسلی ثمان رکعات و اوثر ثم انظر و من القابله فلم یخرج الیم فاقول  
 فقال حشیت ان ینیب علیکم و نحو فی صحیح ابن مؤتیه و فی مصنف ابن ابی شیبة عن السائب بن زید انه قال  
 قال عمر بن الخطاب ابی بن کعب سلیمان بن ابی شحمة ان یقوال للناس باحدی عشر رکعة و فی الموطا لا انا مالک  
 عن السائب بن زید قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب و تمیم الداری ان یقوالا للناس باحدی عشر رکعة و  
 مثله فی سنن سعید بن منصور و الاضا فی سنن سعید بن منصور عن السائب بن زید یقول کنا نقوم فی زمان  
 عمر بن الخطاب باحدی عشر رکعة و فی عمدة القاری و فی حدیث عشر رکعة و یروا عنه مالک لنفسه و بخاره  
 ابو بکر بن العربی و فی ما ثبت بانسته و روی انه کان یحضر لیل فی عهد عمر بن عبد العزیز یصلون باحدی عشر رکعة  
 رکعة **قوله** بلکه همین بستی رکعت نزدشان موسوم به تراویح است فی اسراجیه التراویح سبب خمس تراویحات  
 محل تراویح اربع رکعات و فی اکثر و سنن فی رمضان عشر و ن رکعة قال صاحب البحر و انما لم ینکر مع السنن لکن  
 قبل النوفل لاطلاقه لکثرة شعبه و لا یقتضی اسمها یکم من بین سائر السنن و هو الاثر و اما **اقول** ازین  
 روایات صرف روایت سرحدیه البتة و هم تسبیح است و اگر در آن سنت مضاف بسببی ضعیف بود یا خمس تراویح  
 خبر متبذای محذوف باشد این و هم از آن مندرج است بانی سنت در روایت سرحدیه و اکثر سببی سطا لفت بیرون

ظاہر مشیر کے طرف ہی کہ کلام شاخ اور اس کے موافقت مقتضای دلیل کے معترف عن ظاہر کیا جاوی تو کہ یہ  
مخالفت ان کی کلام میں اور مقتضای دلیل میں نہیں ہے جناب قابل کچھ اقتضای انصاف اور ولالہ انصاف کو نہیں سمجھتے  
ہیں نے محل مصطلحات چھو لیتین کو احتمال فرماتے ہیں اقتضای انصاف کو ولالات مطابق فرما کے ولالات انصاف  
ولالات مطابق ہونا ظاہر کرتے ہیں اور غیر نہیں کہ ثابت ولالات انصاف سے ہی ثابت بدل الزام ہی قولہ  
مذہبی یہ کہتا ہے کہ جو ان پر پشت طاعت اولیٰ بنائی ہی وہ ان پر پشت سے منہ نہ دیکھ کر کہہ سکتے ہیں  
مراو لینے بنی اقوال یا اثر ہے رہم نے یہیں لکھا قولہ مشہور میں کہتا ہے کہ  
للموضعی انہی اذ لا یخالف قولہ اس عبارت میں ہدایتین طلاق تفسیر میں نہیں ہے بلکہ  
موافق قدوسی کے کہ اور مسلک قدوسی استنباط ثانیہ سے لفظ ان کا عام استعمال تقدیر میں یہ تفسیر کے  
لکھا ہے لاسیلا اور یہ لکھا ولما خالف اصحابہ منہ بعد منی لعلہ وحکم لیسنا بقولہ فالوضعی فی الدنیا کہیں نہ  
جامع الرموز میں مسطور ہی فی خزانہ الفقہ وفتاویٰ القدوسی والافتا وغیرہ کا مستند بعد استنباط ہے  
قولہ مذہب اثباتیہ میں لکھا شاخ اقوال ثبوت میں کہتے کہ ان حضرات فرست  
عمل نزاع نہیں ہے نزاع مراد ثبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سید پر کھتے ہوئے کہ کت کا  
پیر نہا ہی حضرت صلح سے ثابت نہیں ہے چہ جائے کہ مراد ثبوت حضرت صلح میں کت برباط ہو  
اور شیخ فارسی مشکوٰۃ اور نہایت المراد میں جو میر کت برباط اچکا مسطور ہے سو یہ قدوسی حدیث ابن عباس  
کی ہی کہ جبکہ ضعف ادا دوسرے میں مذکور ہو چکا ہے اور قیام میل جو یا تراویح کا نہایت المراد سے ہی ثابت  
ہے اور سنت موکرہ ہونا انفس تراویح کا اوس میں مسطور ہے نہ میں کت تراویح کا اور نہ سبع اور نہ تفسیر  
لکھا اور کو جو تراویح کو سنت موکرہ نہ کہے اور دعویٰ جماع صحابہ سنت موکرہ ہونے تراویح پر سننے دلیل  
اور نہ سند ہے قابل اعتبار کے نہیں قولہ مذہبی اصح ہے شاخ اقوال اصح کہنا سنت  
موکرہ ہونے تراویح کا بطور مذہب جمہور خفیہ نہیں بن سکتا ہے اور محل سنت عبارت متون اور شیخ  
میں مدعی تراویح سنت موکرہ چل چل غلبہ صحیح پر اور قول خصم اگرچہ بظاہر بعض خفیہ ہو بہت موا  
کے ساتھ اور خفیہ کے اور مطابقت کی ساتھ اصول خفیہ کے قابل اعتماد ہے اور تواتر کسی فعل کا

## استثمار

یوشیہ و زبے کہ اگر چہ ثبوت میں کثرت تراویح پر ہٹا ہوا اور لوگوں کو امری میں ہے کثرت پڑھنے کا کہنا ہے لیکن اس جہت سے کہ علامہ فقہاء و محدثین نے تصحیح کی ہے کہ سنت اس فعل کو کہتے ہیں کہ چار یا اہل بیت نفس لغیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو جو سنت موکدہ و کیا نام سنت کی ہے اور میں کثرت کا پڑھنا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت نہیں ہے چہ جائے کہ ایک نواہت اور سپر میں کثرت کو سنت موکدہ نہیں جانتا بلکہ میں کثرت کو سنت خلفای راشدین کہ سنت موکدہ نہیں ہوتے ہی اور مستحب ہوتے جو کثرت سے اور کثرت ساتھ قین کثرت اور کثرت کے پڑھنے والوں کو برا نہیں جانتا اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن راتوں میں کہ تراویح کو ساتھ جماعت کے پڑھنے آئی ہی کثرت کو پڑھا ہے اور زبان خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بام حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابی بن کعب و تیم داری اور سلیمان بن ابی حشہ نے گیارہ کثرت پڑا ہے میں اور بعض سلف عبد بن عبد اللہ میں ہی گیارہ کثرت پڑھتے تھے جیسا کہ ثابت باسنہ میں اور امام مالک نے اپنے نفس کے لیے ہی گیارہ کثرت کو اختیار کیا ہے جیسا کہ عبد القاری میں ہے اور امام احمد نے در بیان گیارہ اور میں کے تخیر فرمائی ہے جیسا کہ مسدوی میں ہے اور کسی حدیث صحیح یا از معتبرہ منحصراً جو ہا تراویح کا میں کثرت میں اور منفع ہو جانا کثرت ثابت نہیں ہوتا ہے اور جو جماع اسپر کثرت ہے غلط کہتا ہے اور وراج اور جہا اور استحباب اور محتار خفیہ اور شافعیہ ہو لے میں کثرت میں کلام نہیں ہے کلام سنت موکدہ ہو میں کثرت میں ہے کہ بقضای اصول خفیہ سنت موکدہ ہونا میں کثرت کا ثابت نہیں ہوتا ہے مولوی عبد الرحمن صاحب اور اسکے شورے اور صلاح دینے والی مولوی عبدالقدیری کہ علم فضل اور کمال اور انکی تقریط کی عبارت سے کہ توضیح اپنے اللہ ہی کے خاتمہ پر مرقوم ہے ظاہر ہے اگر امداد اسنہ اور نور اللہی کو منور مطالعہ فرالیتی تو عامیانہ باتوں کے کہ جسے توضیح اسنہ اللہی از قبیل برعکس نمنا نام نگی کا فور ہے کیوں ترکب ہوتے اور بالضاف شاید صراط مستقیم سے تجاوز نہ کرتے اور تحقیق راقم کو کہ موافق اصول خفیہ سے تسلیم فرماتے جبوقت میں کہ سالہ نور اللہی مطبوع ہوا اور سالہ امداد اسنہ لکھا گیا

نہ قیام لیل غیر رمضان اور نہ سب امام احمد اور محمد و امام الکب سے تینہ آئمہ کعبہ پر پڑھنے کے ثابت ہو اور عدم  
 حجاز پر پڑھنے کی رکعت تراویح کا نہ سب کسی امام کا نہیں ہے اور آئمہ سے نہ دفعہ ۴ دین اور کو کہ جیسے خلفاء فی ملت  
 فرمائی ہو وہو یسین خفیہ کا سنت کما لکھا ہے نہ سنت مولود کما قولہ **مسئلہ** خاص کر ان صاحب تصحیح القدر کا  
 صرف بلانہ حضرت کا طرف سنت خلفای راشدین کی کس معنی کر کے ہوگا **اقول** ہر چند کہ اس حدیث میں  
 بلانہ طرف سنت حضرت اور سنت خلفای راشدین و دونوں کی ہے لیکن چونکہ مقصود ابن ہمام کو بیان بیان کرنا  
 میں رکعت سنت خلفای راشدین کا تانا بانا اسی مقصود ہی سے تعرض کیا پس یہ تخصیص بظاہر تمام مقصود سے  
**قولہ** **مسئلہ** یہ اعتراض وارد ہوتا ہی آخر **اقول** یہ عدم التزام تعریف سنت سے پیدا ہے کہ جمہور فقہاء  
 او کو کہتے ہیں کہ جیسے مواظبت نفس نفیس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور حدیث علیکم سنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین  
 میں مذکور چند سنین ہے اس حدیث کو ولادت اسپر نہیں ہے کہ سنت خلفای راشدین سنت مصطلفہ فقہاء ہی اور  
**القول** مرجع علی الفعل کا بیان محل نہیں ہے یہ وقت تعارض کے درمیان قول او فعل کے ہوتا ہے اور در بیان  
 اس مسئلہ ما و اطبعہ بنفسہ حدیث مذکور کے تعارض سمجھنا سلوی سادہ و جوی کی اور کیا ہے حدیث میں صرف امر انھیں  
 ہی بیان معنی سنین نہیں سنت میان یا معنی مطلق طرفیہ کے یا معنی طرفیہ مسلوک فی الدین کے اور جیسی تراویح کا  
 سنت مولود ہوا پر اہل مواظبت خلفای راشدین لکھا ہے قول او کا لائق اعتبار کی نہیں ہے کیوں کہ جو تعریف  
 سنت مولود کی جمہور فقہاء نے کی ہے وہ سنت خلفای راشدین پر صادق نہیں ہے **قولہ** **مسئلہ** اس  
 جگہ در بیان دلیل کہ عبارت ولانہ انھیں سے ہے آخر **اقول** حدیث علیکم سنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین  
 نہ دلیل سنت مصطلفہ فقہاء ہونے میں رکعت تراویح کے ہے اور نہ سنت مصطلفہ فقہاء ہونے سنت خلفاء  
 راشدین کے دلیل سنت مصطلفہ فقہاء ہونے اور نہ فعل کے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 مواظبت فرمائی ہو تعریف کرنا فقہاء کا ہی سنت کی ساتھ اس کام کے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 مواظبت فرمائی ہو اور مقتضی دلیل کا یہ سنت ہونا اس فعل کا ہے کہ جیسے اہل مواظبت ہنوا کو اور سپر مواظبت  
 خلفای راشدین ہو اور میں رکعت پر اہل مواظبت نہیں ہی تو مقتضای دلیل یہ سنت ہونا میں رکعت کا جیسا کہ  
 میان در بیان دلیل اور مقتضای دلیل کے تعارض کہاں ہے ان یہ مقتضی مخالف ظاہر کلام بعض شایخین ہے **ملاحظہ**

# غلط‌نامه سیاله امداد القوی

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
۲	۳	دو سیاله	دو سیاله	۱۳	۱۴	صحیح	غلط
۶	۳	بذا	کن	۱۳	۱۱	په نقل	بر نقل
۲۱	۲	طوع	مطوع	۱۱	۱۱	کیبای	کیبای
۲	۲	اویسی	اویسی	۲	۲۵	المراس	علی الواس
۲	۲	قمره	و قمره	۶	۲۶	پرنو	پرنو
۱	۴	قبل	قبل	۱	۲۴	مستی	مستی
۱۹	۱۱	لکته	لکته	۱۱	۲۸	فقه	فقه
۲	۱۰	بھی	بھی	۱۳	۱۱	بوسری	دوسری
۳	۱۱	اصد	اور	۱۵	۱۱	مونون	دورون
۱۴	۱۱	اویسی	اویسی	۸	۳	مساه	مساه
۱	۱۵	بکدر	بکذا	۱۵	۳۱	کتب	کذب
۵	۱۶	مین	مین	۶	۲۳	اوسے	اوسے
۱۱	۱۱	اوپری	اوپری	۱۱	۱۱	حدیث	اور حدیث
۱۲	۱۱	اصولتین	اصولتین	۱۳	۲۳	ہو	ہو
۸	۱۹	عبدالغفرین	عبدالغفرین	۱۵	۱۱	ہونا	ہونا
۱۳	۲۲	ہونا	ہونے	۱۳	۲۵	تقتین	تقتین
۱۳	۲۲	نزی	نزی	۱۳	۲۲	نزی	نزی







